فجر

سورہ نمبر 89

تنزیلی نمبر 11

آیات 30

پارہ 30

مکی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورہ فجر

سورۃ الفجر – تعارفی نوٹ

1. **نام و معنی**

- اس سورہ کا نام **"الفجر "** ہے، کیونکہ اس کی پہلی ہی آیت میں "الفجر" (صبح/سحر کا وقت) کا ذکر آیا ہے۔
- **الفجر** کا مطلب ہے :*صبح کی روشنی کا شگوفہ، اندھیروں کے بعد اجالا، ایک نئے دن کی ابتداء۔*

2. **مکی / مدنی حیثیت**

- جمہور مفسرین کے نزدیک یہ **مکی سورہ** ہے۔
- اس کا انداز بھی مکّی سورتوں جیسا ہے: حلفیہ آغاز، تاریخِ اقوام کی عبرت آموز جھلکیاں، اور قیامت کا ذکر۔

3. **آیات کی تعداد**

- اس میں **30 آیات** ہیں۔

4. **نزولی ترتیب**

- نزولی اعتبار سے یہ سورۃ **10ویں تا 14ویں سالِ بعثت** کے درمیانی مکّی دور سے تعلق رکھتی ہے۔
- بعض محققین اسے **سورہ لیل، شمس اور ضحٰی** کے قریب تر ماحول میں نازل شدہ مانتے ہیں۔

فضیلت سورہ فجر

📖 امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ سورہ طلوع فجر کے وقت پڑھے گا تو دوسرے دن طلوع فجر تک ہر شے سے محفوظ رہے گا اور جو یہ سورہ لکھ کر اپنے شکم سے معلق کردے گا پھر اپنی زوجہ سے مجامعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا بیٹا عطا کرے جو اس اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور باعثِ شادمانی ہوگا۔ (خصوصیات و فوائد قرآن)

📖 یہ سورہ سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا سورہ ہے۔ جس نے اس سورہ کی تلاوت کی وہ قیامت کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ان کے مقام پر ہوگا۔ قال صادقؑ (نورالثقلین)

📖 جس نے سورہ فجر کی دس راتوں میں تلاوت کی خداوند تعالی اس کے سارے گناہ معاف کردے گا... (نورالثقلین)

1۔ وَالۡفَجۡرِۙ ۱

قسم ہے فجر کی۔

(اظھر)

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ
"اور رات کی جب پیچھے ہٹے، اور صبح کی جب وہ سانس لے"
(التکویر، 17:81-18)

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا
"اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے"
(ق، 50:39)

فجر (ف-ج-ر) اصل میں پھاڑنے یا شگافتہ کرنے کے معنی دیتا ہے۔

- فجر کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اندھیرے کو چیر کر روشنی کو ظاہر کرتی ہے۔
- قرآن میں "فجر" صبح کے ابتدائی اجالے کو کہا گیا ہے۔
- اسی سے "نماز فجر" بھی ہے۔

شان نزول / تاریخی پس منظر

- مکہ مکرمہ میں جب یہ آیات نازل ہوئیں، اس وقت مسلمان ظلم اور تاریکی کے دور سے گزر رہے تھے۔
- "فجر" ایک علامت کے طور پر آئی ← اندھیروں کے بعد روشنی، مشکلات کے بعد آسانی۔
- ممکن ہے یہ "فتح مکہ" یا اسلام کے ظہور کی طرف اشارہ ہو، جو ظلم کی رات کے بعد روشنی کی طرح ہے۔

اللہ تعالی یہاں فجر کی "قسم" کھا رہا ہے۔
فجر (صبح صادق) کا وقت وہ لمحہ ہے جہاں اندھیرے کے بعد روشنی نمودار ہوتی ہے — ایک نیا دن، ایک نئی شروعات۔

یہ کائناتی نظام کا ایک تسلسل ہے جو **نظم، قدرت، تبدیلی اور وعدہ** کا مظہر ہے۔

فجر محض وقت نہیں، بلکہ ایک علامت ہے:

- ظلمت کے بعد ہدایت
- مایوسی کے بعد اُمید
- نیند (گویا موت) کے بعد زندگی کی واپسی

اللہ نے فجر کی قسم کھا کر انسان کو یہ باور کرایا کہ جس طرح رات کا اندھیرا ختم ہوتا ہے اور صبح ضرور طلوع ہوتی ہے، اسی طرح باطل کا اندھیرا بھی ختم ہوگا اور حق کا اجالا ضرور آئے گا۔

2۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ٢

اور قسم ہے دس راتوں کی۔

(اسرار احمد)

ایامِ حج میں اللہ کا ذکر:
وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ
"اور اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو"
(البقرۃ، 2:203)

"اور حج کو اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو..."
(اشارہ: ان دس راتوں میں ایامِ حج شامل ہیں)
(البقرۃ، 2:196)

ذوالحجہ کی دس راتیں:
لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ
"تاکہ وہ اپنے فائدے دیکھیں اور ان مخصوص دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں"
(ایامِ حج کے دوران ذکرِ الٰہی کی تاکید)
(الحج، 22:28)

لیلۃ القدر کی رات:
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ
"قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے"
(القدر، 97:3)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ٣
"ہم نے اس کتاب کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا"
(الدخان، 44:3)

علماء کے مطابق "دس راتیں" سے مراد:

- **ذو الحجہ کی پہلی دس راتیں** (سب سے معروف و راجح قول)
- بعض نے **رمضان کی آخری دس راتیں** بھی کہی ہیں
- کچھ روایات میں **موسیٰ علیہ السلام کے دس اضافی دن** (اعراف، 7:142) کی طرف اشارہ بھی لیا گیا ہے

لیکن سیاق و سباق کے لحاظ سے یہاں زیادہ تر **ذوالحجہ کی دس راتیں** مراد لی جاتی ہیں، کیونکہ ان میں:

- حج جیسا عظیم عمل ہوتا ہے
- عرفہ کا دن شامل ہے
- قربانی، دعا، اللہ کی یاد کا موسم ہوتا ہے
- ان راتوں میں عبادت کا اجر بہت بڑھا دیا جاتا ہے۔
- اور مکہ میں یہ آیت ایک عام فہم علامت تھی کیونکہ عرب کے لوگ ذوالحجہ کے دس دنوں کو خاص اہمیت دیتے تھے (حج اور قربانی کی تیاری)۔

کونسی دس راتیں؟ مفسرین میں اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک "عشرِ محرم" مراد ہیں کیونکہ عاشورہ کے دن کو قبلِ اسلام بھی خاص مقام حاصل تھا۔

پر ایک نظر سے دیکھا جائے تو:

← **محرم کا عشــرہ صــرف مکتب اہلبیت کے ہاں محترم ہے اور وہی زیادہ تر اسکا اہتمام کرتے۔ اور اس میں بھی یہ یہ پہلو مضمر ہے کہ یہ "ایام" ہوتے، نہ کہ "لیل"۔**

← **ذوالحجہ کا عشــرہ، صــرف مکہ کے باســیوں کے لیے خاص ہے کہ وہاں ان دنوں حج ہورہا ہوتا، باقی دنیا اس activities سے لاتعلق ہوتی۔ .(پر نزولِ قرآن کے وقـت، پہلے آئـڈینس مکـہ کے لوگ ہی تھے، تو ان کے حوالے سے یہ قول قوی ہوسکتا۔)، پراس میں بھی لیل کا پہلو اتنا شدید نہیں ہے، یہ بھی ایام کی بات ہے۔**

← **رمضــان کا آخری عشــرہ، اس میں پوری دنیا ایک ســاتھ شــامل ہوتی۔ اعتکاف کا خاص اہتمام کیا جاتا۔ اور یہ عشرہ خصوصاً رات سے وابستہ ہے۔ خاص کر شب قدر کی تلاش میں طاق راتوں کی عبادت۔ جیسا کے آگے کی آیت طاق و جفت کی بھی قسم کھائی گئی ہے۔ (اور شب قدر کے حوالے سے سورہ قدر میں آتا کہ یہ رات فجر تک ہے، سَــلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ)، اور قرآن کی عظمت اور قرآن کے نزول کے حوالے ســـے یہ عشـــرہ، اس مفہوم میں زیادہ قوی ہے۔ (بہرحال واللہ اعلم)**

❓ **اعتراض :** یہ کیوں واضح نہیں کہ **"دس راتیں"** کون سی ہیں؟

✅ **جواب :** قرآن میں علامتی اظہار ہے تاکہ مختلف مواقع پر غور کیا جائے۔ "دس راتیں" کئی پہلو رکھتی ہیں، ہر ایک میں عبادت کی عظمت ہے۔

⚒ یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ سال کے **کچھ ایام عبادت اور قربانی** کے لیے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔

آج بھی ہمیں ذوالحجہ کے دس دن اور رمضان کے آخری عشرے کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

⌘ **سیاق و سباق اور آیات کا تسلسل**

- پہلی آیت میں **"فجر"** (نئے آغاز) کا ذکر تھا۔
- دوسری میں **"دس راتیں"** ← یعنی وہ دن و رات جو خاص عبادت، قربانی اور رجوع کے ہیں۔
- یوں آغازِ سورت میں وقت کے مختلف حصے بطور گواہ پیش کیے جا رہے ہیں۔

✎ ہر رات کے بعد فجر آتی ہے (یعنی کوئی اگر شبِ بیداری کرے تو فجر اس کو نوید سناتی ہے)۔ اور کوئی خاص کام **جو دس راتوں** پر مشتمل ہو، اس کے بعد جو فجر آئے گی، وہ کچھ زیادہ خوشخبری لائے گا۔

اسلام میں ذولحجہ کے پہلے عشرہ، اور رمضان کے آخری عشرہ (جس میں اعتکاف کیا جاتا) کے بعد **"عید"** ملاہی جاتی۔

3۔ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِۙ ۳

اور قسم ہے جفت کی اور طاق کی

(اسرار احمد)

"وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰٓ ۳"

(اور اُس کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کیے)

(اللیل، 92:3)

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

"اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے"

(الذاریات، 51:49)

وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ
"اور یہ کہ اس نے نر اور مادہ کے دو جوڑے پیدا کیے"
(النجم، 53:45)

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا
"پاک ہے وہ (اللہ) جس نے تمام اقسام کے جوڑے بنائے"
(یٰس، 36:36)

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
"کہہ دو: وہ اللہ ایک ہے"
(الإخلاص، 112:1)

"وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ"
-(النباء، 78:8)

"وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۳"
(البروج، 85:3)

لغوی و صرفی تحقیق

- **الشَّفْع** (ش-ف-ع): اصل معنی "کسی فرد کے ساتھ دوسرا ملا کر **جوڑا** بنانا، عدد کو **even** کرنا"۔ اسی مادہ سے **شَفَاعَة** (سہارا/ملانا) آتا ہے۔
- **الوَتْر**)و-ت-ر" :(**اکیلا/فرد** ہونا، **odd** رہنا"۔ عربی میں "وتر" نمازِ وتر کے لیے بھی بولا جاتا ہے (طاق رکعات)۔
- دونوں الفاظ نکرہ معرّف باللام آئے ہیں، جنس و عموم کی طرف اشارہ: "ہر جفت، ہر طاق"۔

" جفت و طاق" پوری کائنات کے **ثنائی نظام** (نور/ظلمت، نر/مادہ، دن/رات...) کی طرف اشارہ بھی ہے، اور ساتھ ہی اس سب کے پسِ پشت **واحد** رب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

- پیغام: جہاں دنیا جوڑوں اور تضادات سے بنی ہے، وہاں **واحد اللہ** وہ مرکز ہے جو توازن دیتا ہے؛ اسی کی طرف رجوع سے زندگی کی الجھنیں متوازن ہوتی ہیں۔

❓ **اعتراض“ :**الشفع والوتر” مبہم ہے—مراد کیا ہے؟

✅ **جواب :**یہ **جامع اور دانستہ وسیع** تعبیر ہے تاکہ مفہوم متعدد سطحوں پر سمٹے: کائناتی جوڑے، عددی حقیقت، عبادات (وتر)، حتی کہ حج کے ایام۔ یہ **تضاد نہیں جمع** ہے؛ قرآنی قسم کا مقصد **متوجہ کرنا** ہے، محدود کرنا نہیں۔

4۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِۚ ٤

اور رات کی (قسم) جب وہ چل پڑے/گزرنے لگے (ڈھلنے لگے)۔

(چیٹ ج پ ٹ)

"وَاللَّيْلِ إِذَا أَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ"
اور رات کی جب وہ پلٹتی ہے، اور صبح کی جب وہ روشن ہوتی ہے
سورہ المدثر (74:33-34)

"قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے، اور دن کی جب وہ چمک اٹھے"
(اللیل، 92:1-2)

"اور رات کو تاریک بنایا"
(النازعات، 79:29)

"اور رات کی قسم اور جو کچھ وہ سمیٹتی ہے"
(الانشقاق، 84:17)

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ
“اور رات کی جب وہ پیچھے ہٹے/آگے بڑھے”
(التکویر، 81:17)

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

"اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے"
(اللیل، 92:1)

وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ
"اور رات کی جب وہ ٹھہر جائے/ساکن ہو"
(الضحی، 93:2)

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا
"بیشک رات کا اٹھنا (عبادت) نہایت مؤثر اور قول کو سیدھا کرنے والا ہے"
(المزمل، 73:6)

فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا
"تو میرے بندوں کو رات ہی رات لے چل"
(الدخان، 44:23)

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا
"پاک ہے وہ جس نے اپنے بندے کو راتوں رات سیر کرائی"
(الإسراء، 17:1)

سَرَىٰ–يَسْرِي/يَسْرِ: رات کے وقت چلنا، خاموشی سے گزرتے جانا۔

- یہاں **يَسْرِ** مضارع ہے، جس میں **حرکت/تسلسل** کا مفہوم ہے: رات کا بہاؤ، اس کا آگے بڑھنا یا رخصت ہونا۔
- اسی مادہ سے **إسراء** (رات کا سفر) آتا ہے۔

رات کا گزرنا اللہ کے کنٹرول اور اس کی تخلیقی حکمت کی طرف اشارہ کرتا ہے، جو انسان کو اپنی زندگی کے مقصد پر غور کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

رات کی خاموشی میں **تلاوت/تہجد/تفکر** کو معمول بنائیں—دل کی صفائی اور عزمِ نو کے لیے مؤثر ترین وقت۔

- مشکل ادوار میں یاد رکھیں: **حالات گزرتے ہیں**—رات کی طرح۔ اس شعور سے مایوسی کم اور عمل کی قوت بڑھتی ہے۔

عقل

5۔ هَلۡ فِیۡ ذٰ لِكَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍؕ ٥

کیا اس میں صاحب عقل کے لئے کوئی قسم ہے؟ "

(فی ظلل القرآن)

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ"

(اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا، تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟)

سورہ القمر (54:17):

"هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"

(کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے برابر ہیں؟)

سورہ الزمر (39:9):

"يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا"

(وہ حکمت دیتا ہے جسے چاہتا ہے، اور جسے حکمت دی جاتی ہے اسے بہت زیادہ خیر دی جاتی ہے)

سورہ البقرہ (2:269):

آیت کا لفظی ترجمہ(Word-by-Word)

- **هَلْ** ← "کیا" (استفہامِ تقریری)
- **فِي** ← "میں/کے اندر"
- **ذَٰلِكَ** ← "اس میں" (پچھلی قسموں کی طرف اشارہ)
- **قَسَمٌ** ← "ایک قسم/قَسم"
- **لِّذِي** ← "اس کے لیے جو صاحبِ …" (لامِ تخصیص + "ذو" کے مجرور صیغے "ذي")
- **حِجْرٍ** ← "حِجر/عقلِ بازدار" (روک دینے والی عقل)

لغوی و صرفی تحقیق

- **حِجْر** (ح-ج-ر): اصل معنی "روک، ممنوعہ حد، بازداشت"؛ اسی سے **عقل** کو "حِجر" کہا—کیونکہ صحیح عقل انسان کو لغزش سے **روکتی** ہے۔

- **ذِي**” :ذو” (صاحب) کے مجرور کی صورت؛ یہاں لام کی وجہ سے مجرور آیا۔
- **قَسَم** :عربی میں قسم صرف حلف نہیں، **مؤکد دلیل** اور **تنبیه** کا طریق بھی ہے۔
- **هَل** :یہاں **استفہامِ تقریری** ہے؛ مفہوم: “یقیناً ہے”!

زیادہ تر مترجمین نے اس کا ترجمہ استفہامی انداز سے کیا ہے جو کہ عربی متن کے مناسبت سے ہے. پر کچھ نے بیانہ انداز سے کیا ہے جیسے طاہرالقادری: "بیشک ان میں عقل مند کے لئے بڑی قسم ہے".

استفہامی انداز پر اگر غور کریں تو ایسا محسوس ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ اوپر کھائی گئی قسموں کے متعلق پوچھتے کہ آیا ان میں سے عقلمندوں کے لیے کوئی قسم ہے؟ یعنی جیسے ایک عقلمند آدمی، جو کسی چیز کے متعلق پہلے سے غور کر بیٹھا ہوتا ہے، اور وہ اسکی حقیقت و فضیلت کا معترف ہوتا ہے، اور پھر جب اس کی طرف اشارہ کر کے، یعنی قسم کھا کر، اگر بات کی جائے، تو اس کے ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں. وہ سمجھ جاتا یہ کلام کسی علیم و حکیم کا ہے. اس کی ایک چھوٹی مثال موسیٰؑ کے جادگروں کی ہے، کہ جب انہوں نے دیکھ لیا تو سجدہ میں گِر گئے. کیوں کے غور و فکر کرنے والے ہی حقیقت کو جان لیتے ہیں، اور جب جان لیتے پھر اسی کا حوالہ دے کر بات کی جائے تو بندہ اللہ کے آگے سجدہ میں گر جاتے!

پیغام یہ کہ: اگر تم **عقلِ بازدار** رکھتے ہو تو کائنات کے اوقات و نظم (صبح، راتیں، جفت/طاق، رات کا بہاؤ) خود گواہی دے رہے ہیں کہ **کائنات اندھیرے میں بے لگام نہیں**—پس آگے آنے والا تاریخی/اخلاقی فیصلہ بھی حق ہے۔

- "لِذِي حِجْرٍ" ذہن کو **محض جذباتی نہیں، عقلی** بنیاد پر قائل کرتا ہے: دلیل سامنے ہے؛ قبول نہ کرنا **ہٹ دھرمی** ہے۔

❓ **اعتراض:** کیا "قسم" دلیل ہے؟ حلف تو انسانوں کو ہوتا ہے!

✅ **جواب:** قرآنی "قسم" کا مقصد **توجہ باندھنا** اور **کونی حقائق** کو بطور دلیل پیش کرنا ہے؛ اللہ مخلوق کی عظیم نشانیوں کا حوالہ دے کر **حقیقت پر زور** دیتا ہے، اپنی سچائی منوانا مقصود نہیں۔

❓ **اعتراض" :** حِجر" کیوں کہا، "عقل" کیوں نہیں؟

✅ **جواب" :** حِجر" میں **روکنے** کا مفہوم ہے—وہ عقل جو خواہش کو روکے، حق کے سامنے جھکائے؛ محض ذہانت نہیں بلکہ **ضابطہ‌بخش عقل**۔

یہ آیت عقل کی عالمگیریت پر زور دیتی ہے، جو ہر انسان کو دی گئی ہے۔ یہ نہ صرف دینی بلکہ ایک عالمگیر پیغام ہے کہ عقل کے استعمال سے انسان حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ تاہم، یہ آیت اس بات کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ عقل کو صحیح سمت میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ انسان گمراہی کا شکار ہو سکتا ہے۔ (GROK)

ملحدین، جو دنیا کا خود بخود وجود میں آنے کے قائل ہیں، انکا بنیادی فوکس جسمانی وجود پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں طاق و جفت کی قسم کھا کر ان کو اس طرح توجہ دلائی جارہی کہ، کئی چیزیں

اس کائنات میں غیر-جسمانی بھی ہیں جیسے طاق و جفت، ان کو کون وجود میں لایا؟ (اسی طرح کئی چیزیں ہیں، جو فزیکل فارم نہیں رکھتی)

اور ملحد چاہے خدا کے وجود کا انکاری ہی کیوں نہ ہو، پر دنیا میں رہتے ہوئے وہ خود کو کئی چیزوں سے روکے رکھتا ہے، یعنی وہ اگر عقل (حجر) رکھتا ہے تو خود کو کئی چیزوں سے کنٹرول میں بھی رکھتا ہے، تو پھر یہاں عقل کے لیے لفظ "حجر" استعمال کر کے ان سے ایک بار پھر سے سوال بنتا کہ کس نے تمہیں ان چیزوں سے روکے رکھا ہے؟ یقینا وہ اصول ضابطہ اگرچہ عقلی ہیں پر کوئی جسمانی وجود نہیں رکھتے، پر پھر بھی تم ان پر عمل پیرا ہو۔

عاد، ثمود، فرعون

6۔ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ‏ ٦

کیا آپ نے نہیں دیکھا، آپ کے رب نے کیا کِیا عاد کے ساتھ؟
(اظہر)

(الشعراء، 26:123–139) – قوم عاد اور حضرت ہودؑ کا تفصیلی تذکرہ
(الحاقة، 69:6–7) – "اور عاد کو ایک تباہ کن، سخت آندھی سے ہلاک کیا گیا"
(الذاریات، 51:41–42) – "عاد کے ساتھ ہم نے کیا کیا؟ ان پر ہم نے زبردست آندھی بھیجی"

كَذَّبَتْ عادٌ فَكَيْفَ كانَ عَذَابِي وَنُذُرِ
“عاد نے جھٹلایا، پھر میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا!”
(القمر، 54:18)

ہلاک کرنے والی آندھی
إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ
“ہم نے ان پر نہایت سرد و تیز آندھی بھیجی ایک منحوس لگاتار دن میں”
(القمر، 54:19)

تکبر اور ریحِ صرصر کی پکڑ
فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ
“تو ہم نے ان پر نہایت سرد و تیز آندھی بھیجی کچھ منحوس دنوں میں”
(فصلت، 41:16)

احقاف کی وادیوں میں عبرت
وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ ... بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ
"عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اس نے احقاف میں اپنی قوم کو ڈرایا... بلکہ وہی (عذاب) ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے—ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے"
(الأحقاف، 46:21-24)

سات راتیں، آٹھ دن—صفاً صفاً گرتے رہے
وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ... فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ
"عاد تند و تیز آندھی سے ہلاک کیے گئے... کیا تم ان میں سے کسی کی باقیات دیکھتے ہو؟"
(الحاقة، 69:6-8)

سیروا فِی الأرض (عبرت کے لیے مشاہدہ)
أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ← "کیا وہ زمین میں نہ چلے تاکہ دیکھتے کہ ان سے پہلے والوں کا انجام کیا ہوا؟"
(الروم، 30:9)

أَلَمْ تَرَ" :تری" (ر أ ی) دیکھنا/جاننا؛ عربی میں "رؤیت" علمِ یقینی کے لیے بھی آتی ہے—یعنی *کیا تمہیں خبر نہیں؟*

- **عاد** :قدیم عرب قوم (نوحؑ کے بعد)؛ ان کا مسکن **الأحقاف** (ریتیلے ٹیلے/ریگستانی خطہ) کے نام سے آیا ہے۔
- فعل ماضی **فَعَلَ** اور استفہام **ألم** مل کر **مکمل ہو چکی تاریخی گرفت** پر زور دیتے ہیں۔

"أَلَمْ تَرَ – **"**کیا تم نے نہیں دیکھا؟
یہاں "دیکھنا" سے مراد صرف آنکھ سے دیکھنا نہیں، **فکر و تدبر سے دیکھنا** ہے۔ "کیا تم نے ان واقعات پر غور نہیں کیا؟"

یہ آیت انسان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ قوم عاد کے انجام پر غور کرے، جو اپنی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ عاد ایک قدیم عرب قوم تھی، جو اپنی طاقت، دولت، اور بلند عمارات کے لیے مشہور تھی۔ قرآن میں ان کا ذکر کئی بار آیا ہے، جیسے کہ ان کی طاقتور جسامت اور

مادی ترقی کے باوجود وہ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ "أَلَمْ تَرَ" (کیا تم نے نہیں دیکھا) ایک خطابی انداز ہے جو انسان کی عقل کو جھنجھوڑتا ہے کہ وہ تاریخ سے سبق حاصل کرے۔

آیاتِ قسم (1-5) کے بعد یہ پہلی **تاریخی شہادت** ہے: کائناتی نظم کے ساتھ **تاریخ کی عدالت** بھی کارفرما ہے۔

- پیغام: **طاقت، تعمیرات، کثرت**—کچھ بھی ہو—جب **اخلاق حدیں ٹوٹیں** تو انجام وہی جو عاد کا ہوا۔
- "كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ" میں ربوبیت کا پہلو—وہی پرورش کرنے والا **جب انصاف کرتا ہے** تو گرفت بھی اسی کے نظامِ عدل کا حصہ ہے۔

❓ **اعترا:** نبیﷺ یا مخاطَبین نے تو عاد کو دیکھا نہیں، پھر "ألم تَرَ" کیوں؟

✅ **جواب:** عربی بلاغت میں "رؤیت" **"علمِ یقینی** کے لیے بھی آتی ہے (جیسے الفیل، 105:1)؛ مراد: *کیا تم جانتے نہیں/تمھیں خبر نہیں؟*

7۔ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ ٧

ستونوں والے ارم کے ساتھ

(اظہر)

اُونچے مقامات پر عمارت سازی:
وَتَبْنُونَ كُلَّ مَرْعًى آيَةً تَعْبَثُونَ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ← "ہر اُونچی جگہ یادگاریں بناتے ہو... قلعے/عمارتیں بناتے ہو گویا ہمیشہ رہو گے"
(الشعراء، 26:128-129)

قوت پر غرور اور آندھی کا عذاب:
فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ... فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا
"عاد نے زمین میں تکبر کیا... تو ہم نے تیز و سرد آندھی بھیجی"
(فصلت، 41:15-16)

احقاف (ریتلے ٹیلے):
وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ
"عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اس نے احقاف میں اپنی قوم کو ڈرایا"
(الأحقاف، 46:21)

سات راتیں آٹھ دن—جڑ سے اکھڑ گئے:
وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ... فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ
"عاد تیز و سرکش ہوا سے ہلاک کیے گئے... کیا کوئی باقی رہ گیا؟"
(الحاقة، 69:6-8)

عمد/عماد (ستون) کا قرآنی تصور:
اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
"اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر دکھائی دینے والے ستونوں کے بلند کیا"
(الرعد، 13:2)

📖 "ارم" کے بارے میں عام مورخین کا خیال ہے کہ یہ قوم عاد کے شاہی خاندان کا لقب تھا۔ یعنی جس طرح مصر میں فراعنہ ' عراق میں نمارده اور یمن میں تبایعہ خاندانوں کی حکومتیں تھیں' اسی طرح قوم عاد کے علاقے میں ارم خاندان برسراقتدار تھا۔ یہاں ان کے حوالے سے ستونوں کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ وہ لوگ اپنی تعمیرات میں ستونوں کو خصوصی اہمیت دیتے تھے اور دنیا میں ستونوں پر بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کرنے کا طریقہ سب سے پہلے انہی نے شروع کیا تھا۔ (اسرار احمد)

کیا یہ تنبیہ ہمیں بھی ہے؟

جی ہاں!
آج کی دنیا میں بھی "اِرَم" جیسے ستون (Skyscrapers,
Megacities)موجود ہیں
لیکن اگر ان کے ساتھ اخلاقی، روحانی بنیادیں نہ ہوں تو وہی انجام
دوہرایا جا سکتا ہے۔

8۔ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِۙ ٨

وہ، جن کے جیسے ملکوں میں پیدا ہی نہیں کیے گئے۔

(اظھر)

❶ طاقت پر غرور:

وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ← "اور وہ کہتے تھے: ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟"

(فصلت، 41:15)

❷ قوت و آثارِ ارضی (development) کے باوجود انجام:

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا... كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ ← "کیا وہ زمین میں نہ چلے... وہ (پہلے لوگ) قوت اور زمینی آثار میں ان سے زیادہ تھے"

(غافر، 40:21)

❸ قد آور تمدّن مٹ گیا:

فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ← "تو کیا تم ان میں سے کسی کی باقیات دیکھتے ہو؟"

(الحاقة، 69:8)

📖 الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا :اس زمانہ کا ترقی یافتہ ترین شہر تھا جس کی اس زمانے میں مثال نہیں ملتی تھی۔ بہشت شداد داستان سازوں کی تخلیق ہے۔ یہ کعب الاحبار یہودی اور وھب بن منبہ جیسے لوگوں کی ساختہ و بافتہ ہے۔ (کوثر)

📖 عاد" خدا کے عظیم پیغمبر حضرت ہود کی قوم ہے ۔ بعض مورخین کا نظریہ ہے کہ عاد کا اطلاق دو قبیلوں پر ہوتا ہے ایک وہ جو بہت پہلے تھا اور قرآن نے اسے عاد الاولیٰ سے تعبیر کیا ہے ۔ (نجم ۔ ۵۰)۔ وہ غالباً تاریخ سے پہلے موجود تھا ۔دوسراقبیلہ جو تاریخ بشر کے دور میں اور تقریباً ولادت مسیح سے سات سو سال پہلے تھا اور عاد کے نام سے مشہور تھا ۔ یہ احقاف یایمن میں رہا ئش پذیر تھا۔ اس قبیلہ کے افراد بلند قامت اور قوی الجثہ تھے اور عاد کے نام سے نمایانجنگجو شما رہوتے تھے ۔ اس کے علاوہ وہ متمدن بھی تھے ۔ ان کے شہر آباد اور زمینیں سر سبز و شاداب تھیں ۔ ان کے باغات پر بہار تھے اور انہوں نے بڑے بڑے محل بھی تعمیر کئے تھے۔ (نمونہ)

📼 یہ آیت قومِ عاد کی خصوصیت کو نمایاں کرتی ہے—
کہ وہ **اتنے طاقتور، شاندار، اور ترقی یافتہ** تھے کہ **اُن جیسی کوئی اور قوم اُس وقت دنیا میں نہ تھی۔**

"ٱلَّتِي" – یعنی وہ "اِرَم"، یا وہ "قوم عاد"
"لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا" – جس جیسا کوئی اور پیدا نہ ہوا
"فِي ٱلْبِلَـٰدِ" – تمام ملکوں، شہروں، علاقوں میں

یہ ان کی:

- **مادی ترقی**
- **تعمیراتی شان**
- **سماجی و تمدنی عظمت**

کی جانب اشارہ ہے۔

مگر یہی عظمت ان کے **غرور، ناانصافی اور کفر** کا ذریعہ بنی—
اور وہ برباد کیے گئے۔

👁 آیت بتاتی ہے: **بےمثال ہونا** نجات کی ضمانت نہیں؛ معیار **انصاف و تقویٰ** ہے۔

❓ **کیا یہاں تعظیم ہے یا تنقید؟**
بظاہر تعظیم کی زبان ہے، لیکن **سیاق تنقیدی** ہے—
یعنی:
وہ بڑے بنے، لیکن بڑے ہی گرے
اللہ نے انہیں بےمثال بنایا، مگر انہوں نے اس نعمت کا غلط استعمال کیا۔

کیا یہ تنبیہ آج کے انسان کے لیے ہے؟

بالکل—
آج کی دنیا میں بھی ہم یہ دعوے سنتے ہیں:

- "سب سے بلند عمارت"
- "سب سے جدید شہر"
- "سب سے طاقتور قوم"

قرآن یاد دلاتا ہے کہ یہ سب عارضی ہے اگر **عدل، شکر، اور روحانیت** نہ ہو۔

ماضی سے سبق یا صرف ماضی کا ماتم؟

قرآن کا اسلوب صرف "ماضی کا نوحہ" نہیں، بلکہ ایک **بیداری کی صدا** ہے:
قومیں جب غرور کرتی ہیں، اللہ کا قانون حرکت میں آتا ہے۔

9۔ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ ٩

اور ثمود (کے ساتھ)، جو وادیوں میں چٹانیں تراشتے تھے.
(اظھر)

"كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ"
"ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا"
سورہ الشعراء (26:141-158)

پہاڑوں میں محفوظ مکانات
وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا
"تم زمین میں بسائے گئے: ہموار زمین میں محل، اور پہاڑ تراش کر گھروں کا بندوبست کرتے ہو"
(الأعراف، 7:74)

راہیں چیر کر نکالنا / سنگلاخ میں راستہ بنانا
وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ
"ثمود—جو وادی میں چٹانیں چیرتے تھے"
(الفجر، 89:9)

ہدایت آئی مگر اعراض
فَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ
"ثمود کو ہم نے راہ دکھائی، مگر انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو پسند کیا"
(فصلت، 41:17)

ناقۂ صالح کو قتل اور ہلاکت
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ
"انہوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا تو ان کے گناہ پر اُن کے رب نے انہیں روند ڈالا"
(الشمس، 91:14)

أصحابُ الحِجر (ثمود کا خطہ)
وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ
"حِجر والوں (ثمود) نے رسولوں کو جھٹلایا"
(الحجر، 15:80)

لفظی ترجمہ(Word-by-Word)

- **وَثَمُودَ** ← "اور (قوم) ثمود (کو/کے معاملے کو) "*(منصوب: پہلے جملے پر عطف)*
- **الَّذِينَ** ← "وہ لوگ جو"
- **جَابُوا** ← "انہوں نے چیر ڈالا/کاٹ ڈالا/پار کیا "*(ج-و-ب: چیر کر راستہ بنانا)*
- **الصَّخْرَ** ← "چٹان/سنگِ سخت"
- **بِالْوَادِ** ← "وادی میں/اس وادی کے اندر "*(رسمِ عثمانی میں 'الواد'، قراءت میں 'الوادی')*
-

شانِ نزول / تاریخی پس منظر

- مکّی سیاقِ تنبیہ: عاد کے بعد **ثمود** کی مثال—تمدنی مہارت (صخر تراشی) کے باوجود **اخلاقی سرکشی**۔
- قرآن ثمود کے مسکن کو **الحِجْر** کہتا ہے (آج کے شمالِ حجاز/وادی القری کے اطراف کی طرف نسبت کی جاتی ہے)، مگر مقصد **عبرت** ہے، دقیق جغرافیہ نہیں۔

📖 قومِ ثمود کے لوگ پہاڑوں کو تراشنے کے ماہر تھے۔ وہ بڑے بڑے پہاڑوں کو تراش کر خوبصورت کشادہ گھر اور محلات بناتے تھے۔ پہاڑوں سے تراشے ہوئے ان کے گھر اور محلات آج بھی موجود ہیں۔ (اسرار احمد)

📖 ثمود کی قوم قدیم ترین اقوام میں سے ہے ۔ ان کے پیغمبر حضرت صالح تھے اور وہ وادی القریٰ نامی سر زمین میں رہتے تھے ، جو مدینہ اور شام کے درمیان تھی ، ان کا تمدن ترقی یافتہ تھا ، زندگی مرفہ الحال تھی اور ان کی عمارتیں عظیم تھیں۔ (نمونه)

یہ وہ قوم تھی جو:

- **سنگتراشی** (rock-cut architecture)میں ماہر تھی
- **پہاڑوں کو تراش کر** اپنے لیے محفوظ، پائیدار گھر بناتی تھی
- وہ **وادی القریٰ** (مدائن صالح کے قریب، شمالی عرب) میں آباد تھی
- ان کی تہذیب بھی **فطرت سے ٹکرا کر** ترقی کرنے کی علامت تھی

"جَابُواْ ٱلصَّخْرَ" کا مطلب ہے:

⇦ **چٹانوں کو تراشنا، کاٹنا، اُن میں رہائش بنانا**

"بِٱلْوَادِ" – اس وادی میں جہاں وہ آباد تھے

یعنی قرآن کہتا ہے:

- دیکھو وہ لوگ جنہوں نے اپنی فن کاری، ٹیکنالوجی، اور قدرتی وسائل کو قابو میں لایا
- لیکن پھر بھی **حق کو جھٹلایا** —تو وہ بھی باقی نہ رہے۔

اوتاد

10۔ وَفِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ ۙ ١٠

اور فرعون (کے ساتھ)، اہرام والے۔
(اظھر)

فرعونی استبداد:
إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ... يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ
"فرعون زمین میں سرکش ہو گیا... بیٹوں کو ذبح کرتا، عورتوں کو زندہ چھوڑتا تھا"
(القصص، 28:4)

صُروح/بلند عمارت کا جنون:
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا...
"فرعون نے کہا: اے ہامان! میرے لیے ایک اونچا محل بنا"
(القصص، 28:38)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ
(غافر، 40:36-37)

فرعون "ذو الأوتاد" کی نظیر:
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ
"اور عاد اور فرعون—کھونٹوں والا"
(ص، 38:12)

اوتاد بطور لغوی مثال (پہاڑ = کھونٹے):
وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا
"اور پہاڑ کھونٹے بنائے"
(النبأ، 78:7)

✎ **اوتاد:** کا ترجمہ عموماً میخ کیا گیا ہے، جو "قلی/میخ" ہوتی زمین میں گاڑھی جاتی۔ اور قرآن نے یہ لفظ پہاڑوں کے لیے بھی استعمال کیا ہے: **والجبال اوتادا۔ "اور پہاڑوں کو میخوں (کی طرح گاڑ دیا)"۔ (نبا، 78:7)۔**

جبکہ "اہرامِ مصر" مثل پہاڑ ہی تھے۔ اور شکل بھی "میخ" کی طرح کی تھی۔

⇦ مزید یہ کہ: ٹوٹل 3 قوموں کا ذکر کیا گیا، اور ہر ایک کے ساتھ ایک عمارتی چیز بتائی گئی جس میں وہ ماہر تھے۔
عاد، اونچے وانچے ستون بناتے تھے۔
ثمود، وادیوں میں چٹانیں تراشتے تھے۔ اور
فرعون، "اوتاد والے"، اس لیے سیاق کی مناسبت کے ساتھے "اوتاد" سے مراد "اہرامِ مصر" زیادہ قوی ہے۔ (اور لفظ "فرعون" سے کوئی ایک فرعون مراد نہیں پر سیاق کو مدنظر رکھتے ہوئے، پوری قوم فرعون مراد ہو سکتی، یا سارے فراعنہ۔)
قوم عاد – ستون والے
قوم ثمود – وادی تراشنے والے
قومِ فرعون – اہرام بنانے والے

تینوں کی خصوصیت (اس سورۃ میں جس کی طرف اشارہ ہے) یہ تھی کہ تینوں اقوام اپنی ہنر، فن، کاریگری، مہارت، ٹیکنالاجی، قوت، طاقت، اقتدار.. پر فخر کرتے تھے۔ اور ظلم، تکبر، اور فساد برپا کر رکھا تھا۔
جدید دنیا میں آمرانہ حکومتیں، جنہوں نے اپنی طاقت کو ظلم کے لیے استعمال کیا، اس آیت کے پیغام کی عملی مثال ہیں۔

✎ دوسری خاص بات یہ ہے کہ، اللہ تعالٰی نے پہلے ہی فرمایا تھا آیت 5 میں: هَل فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجرٍ (کیا اس میں صاحب عقل کے لئے کوئی قسم ہے؟)

اور اســکے بعد تین قوموں کی خاص کاریگری / فنِ تعمیر کا ذکر کر کے بتایا جا رہا، وہ قومیں "عقل" سے بیوقوف نہیں تھیں، عقل والی تھیں، ان کی کاریگریوں اور عمارتوں کو دیکھ لو، جو ہزاروں ســـال گزرنے کے بعد بھی آج بھی اس طرح کھڑی ہیں کہ آج کا انسان حیران و پریشان ہے کہ انھوں نے یہ کس طرح کیا؟
اور تم بھی انھیں کی روش پر، انھیں کے راســتے پر چل کر، تھوڑی سی سائنسی ترقی کر کے، خود کو بڑے عقلمند سمجھتے ہو؟ اور تمہاری عقلمندی اس میں ہے کہ خدا کا انکار کیا جائے! پھر دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا؟

11- الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ ١١

جنھوں نے ملکوں میں سرکشی کی۔

(وحید الدین)

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى
"فرعون کی طرف جاؤ، بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے (اِنَّهٗ طَغٰى)"
(النازعات، 79:17)

"اور یہ تھے عاد... انھوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا... اور ہر سرکش ظالم کی پیروی کی"
– (ھود، 11:59–60)

"أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ"
(کیا تم ہر بلند جگہ پر عمارت بناتے ہو کھیل تماشے کے لیے؟ اور کیا تم مضبوط عمارتیں بناتے ہو کہ شاید ہمیشہ رہو؟ اور جب تم ظلم کرتے ہو تو جابروں کی طرح ظلم کرتے ہو۔
(سورہ الشعراء، 26:128-130)

فرعون اور اس کا طغیان:
إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا

"فرعون زمین میں سرکش ہوا اور اس کے لوگوں کو گروہوں میں بانٹ دیا"
(القصص، 28:4)

قوموں کا ظلم اور ہلاکت:
فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا...
"ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا؛ کسی پر پتھر برسائے، کسی پر چیخ، کسی کو زمین میں دھنسا دیا، کسی کو غرق کر دیا"
(العنکبوت، 29:40)

زمین پر فساد:
وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا
"زمین کو اس کی درستگی کے بعد فساد میں نہ ڈالو"
(الأعراف، 7:56)

لغوی و صرفی تحقیق

- **طَغَوْا** ← مادہ ط-غ-ي ← اصل معنی "حد پار کرنا، سیلاب کی طرح بےقابو ہونا"۔
- **البلاد** ← " بلد" کی جمع، مراد: شہروں/ملکوں میں، یعنی **وسیع پیمانے پر**۔
- یعنی یہ صرف ذاتی سرکشی نہیں بلکہ **اجتماعی/ریاستی جبر** تھا۔

"طغوا "کا مطلب صرف گناہ کرنا نہیں، بلکہ:

- حد سے تجاوز کرنا
- اپنی طاقت کو ناحق استعمال کرنا
- دوسروں کو دبانا، اللہ کی حدود کو روند دینا

قرآن کی یہ آیت صرف ماضی کی قوموں کے لیے نہیں، بلکہ ہر دور کے اُن انسانوں کے لیے ہے جو:
- طاقت میں آکر **خود کو قانون سے بالاتر** سمجھتے ہیں
- زمین میں فساد پھیلاتے ہیں
- کمزوروں کو روندتے ہیں

کیا "طغیان" آج بھی جاری ہے؟

جی ہاں:

- ماحولیاتی تباہی
- نسل پرستی
- معاشی استحصال
- اطلاعاتی کنٹرول

یہ سب "modern طغیان" کی شکلیں ہیں

-
- **طاقتور ریاستیں** جب کمزور اقوام پر جارحیت کریں۔
- **کارپوریٹ طاقتیں** جب وسائل کو لوٹ کر معاشرت کو تباہ کریں۔
- **مذہبی یا نسلی اکثریت** جب اقلیتوں کو کچلے۔
- یہ سب قرآن کی اصطلاح میں **"طغیان فی البلاد"** ہیں۔
- آیت بتاتی ہے: ایسا طغیان **کبھی باقی نہیں رہتا**، تاریخ میں ہر طاغوت گرا۔

❓ دنیا میں **آج بھی ظالم حکومتیں** قائم ہیں، وہ کیوں نہیں ہلاک ہوئیں جیسے عاد/ثمود ہوئے؟

✅ **جواب:** قرآن ہر ظالم کو فوراً ہلاک کرنے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ سنتِ الٰہی یہ ہے کہ **قوموں کو مہلت** دی جاتی ہے (یونس، 10:11)؛ بعض کا انجام دنیا میں ظاہر، بعض کا آخرت میں۔ تاریخ شہادت ہے: روم، یونان، فرعونی، ہٹلر، سوویت یونین—طاقت کے باوجود گرے۔

❓ "طغیان" تو **سب قوموں میں** تھا، صرف عربی اقوام کا ذکر کیوں؟

✅ **جواب:** قرآن کی پہلی مخاطب **اہلِ عرب** تھے؛ ان کے قریب کی تاریخی مثالیں زیادہ مؤثر تھیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے: "فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ" (عنکبوت 40)—یعنی ہر قوم اپنی باری پر پکڑی گئی۔

❓ **سوال (ایک کم سن طالب علم):** اگر وہ لوگ طاقتور اور متمدّن تھے تو اللہ نے انہیں کیوں مٹایا؟

✅ **جواب:** طاقت اور علم اگر **ظلم کے لیے استعمال ہو** تو تباہی یقینی ہے۔ جیسے ایک بچہ ماچس لے اور کھیلنے لگے تو پورا گھر جل سکتا ہے — طاقت ذمہ داری ہے، کھلونا نہیں۔

12۔ فَاَكۡثَرُوۡا فِيۡهَا الۡفَسَادَ ۙ‏ ۱۲

سو انہوں نے ان میں بکثرت فساد پھیلا دیا تھا۔

(ڈاکٹر اسرار احمد)

(بقرہ، 2:30)

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً ؕ

قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَۚ

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں

فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے لوگوں کو بسائے گا جو اس میں فساد کریں اور خون بہائیں

بنی اسرائیل پر تنبیہ:

لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ

"یقیناً تم زمین میں دو بار فساد مچاؤ گے"

(الإسراء، 17:4)

فرعون کا کردار:

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ

"بے شک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا"

(القصص، 28:4)

عذاب کا سبب:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ... أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

"جب ان سے کہا جاتا ہے: زمین میں فساد نہ کرو... جان لو کہ وہی اصل مفسد ہیں"

(البقرة، 2:11-12)

"فساد" صرف قتل و غارت نہیں؛ یہ ہر وہ رویہ ہے جو **معاشرتی توازن بگاڑے**:

- ناانصافی، طبقاتی فرق، ظلمِ حکمران، ارتکازِ دولت، اخلاقی زوال، مذہبی تحریف۔
- "أكثروا" اشارہ ہے کہ فساد **انفرادی حادثہ نہیں بلکہ اجتماعی کلچر** بن گیا تھا۔
- قرآن یہ سبق دیتا ہے: جب معاشرہ اصلاح کے بجائے **فساد کو کلچر** بنا لے، تب الٰہی عذاب ناگزیر ہے۔

فساد کی تعریف قرآن کے مطابق کیا ہے؟

صرف گناہ نہیں، بلکہ ایسا نظام یا عمل جو:

- عدل کو پامال کرے
- کمزور کو نقصان دے
- حق کو دبائے
- معاشرے میں توازن کو بگاڑ دے

"أَكْثَرُوا" کا انتخاب:

قرآن نے صرف "فعلوا" (کیا) نہیں کہا، بلکہ "اکثروا— "
یعنی فساد **بے حد بڑھا دیا**
یہ **سرکشی کی انتہا** کی علامت ہے
قوموں کی تباہی اسی حد پر پہنچ کر ہوتی ہے

آج کا عالمی منظرنامہ؟

- **ریاستی سطح :**کرپشن، نسل کشی، ماحولیاتی تباہی، ناجائز جنگیں— یہ سب "فساد فی البلاد" ہیں۔
- **سماجی سطح** :طبقاتی ناانصافی، اقلیتوں پر ظلم، عورتوں اور مزدوروں کا استحصال، سرمایہ دارانہ استحصال
- **ذاتی سطح** :جھوٹ، دھوکہ، ظلمِ اقرباء، حرص۔

- جدید دنیا میں **ماحولیاتی آلودگی** بھی "فساد" ہے: اللہ نے زمین کو توازن پر بنایا، انسان نے اسے بگاڑا۔
- آج کا سبق :اصلاح کا کلچر پیدا کریں—ورنہ فساد معاشرت کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔

13۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚۙ‏ ١٣

آخر کار تمہارے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔

(فی ظلل القرآن)

فرعون اور اس کے لشکر کے دریا میں غرق ہونے کا ذکر، جو ان پر اللہ کے عذاب کی ایک شکل تھی۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

"اور ہم (کسی کو) عذاب دینے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج دیں"

(الإسراء، 17:15)

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

"تیرا رب بستیوں کو جب ظلم کے حال میں پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ دردناک سخت ہوتی ہے"

(ہود، 11:102)

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ

"ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا"

(العنکبوت، 29:40)

فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ

"جب انہوں نے ہمیں (ناراض کرنے کی حد تک) غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا"

(الزخرف، 43:55)

لَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ

"ظالموں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھو"

(إبراهيم، 14:42)

- **صَبَّ** :اصل معنی "تیزی سے ڈال دینا/انڈیل دینا"؛ یہاں **عذاب کی کثرت، تسلسل اور بےپناہ غلبہ** کا نقشہ۔

- **سَوْط** :لغت میں "چابک/کوڑا"؛ یہاں **استعارہ** ہے :*چابک کی ضرب جیسے تیز، کاٹ دار اور دردناک ہو*—یعنی **کڑی، پیہم اور کاری گرفت**۔ بعض اہلِ لغت نے "سوط" کو "حصہ/ضرب" کے معنی میں بھی لیا (یعنی *عذاب کی کوڑے جیسی ضرب*)

قرآن یہاں **کوڑے** کو بطور **استعارہ** استعمال کرتا ہے، ایسا عذاب جو **شدت، تسلسل اور اہانت** کے پہلو لیے ہو۔

❓ کیا ہر آفت خدا کا عذاب ہے؟

✅ **جواب** :ہرگز نہیں۔ قرآن **نبی کی صریح تکذیب** اور **فساد کی انتہا** والے تاریخی مواقع کو "عذاب" کہتا ہے؛ باقی مصائب **آزمائش/تنبیہ** بھی ہو سکتے ہیں۔ **ہر حادثہ کو عذاب کہنا دینی و علمی غلطی** ہے۔

❓ اگر سب کچھ 'سنّت اللہ' ہے تو **آزادیٔ ارادہ** کہاں؟

✅ **جواب** :سنّت اللہ **قانونِ نتائج** ہے؛ **انتخاب** انسان کا، **انجام** قانون کے مطابق—بالکل جیسے فزکس میں قوانین تبدیل نہیں ہوتے مگر آپ کے فیصلے نتائج کھینچ لاتے ہیں۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ١٤

بے شک تمھارا رب گھات میں ہے

(وحیدالدین)

بے شک تمہارے رب مشاہدہ کر رہا ہے۔

(اظہر)

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

"اور تیرا رب اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو"

(النمل، 27:93)

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا
"یقیناً اللہ تم پر نگران ہے"
(النساء، 4:1)

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ
"آدمی کوئی بات زبان سے نکالتا نہیں مگر اس پر ایک نگہبان حاضر ہوتا ہے"
(ق، 50:18)

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ... يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ
"یقیناً تم پر محافظ مقرر ہیں... جو تمہارے اعمال جانتے ہیں"
(الانفطار، 82:10-12)

لَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ
"ظالموں کے کاموں سے اللہ کو ہرگز غافل نہ سمجھو"
(إبراهيم، 14:42)

لفظی ترجمہ(Word-by-Word)

- **إِنَّ** ← "بےشک/یقیناً"
- **رَبَّكَ** ← "تیرا رب"
- **لَ** ← "ضرور/یقیناً" (لامِ تاکید)
- **بِالْمِرْصَادِ** ← "کمین/نگہبانی کی گھات پر" (*مرصد/مرصاد = گھات کی جگہ/نگہبانی کا مقام*)

تدبر (قوی زاویہ)

- "بالمرصاد" تصور دیتا ہے کہ کائنات **اخلاقی طور پر بنجر نہیں**؛ یہاں **moral causality** کام کر رہی ہے—ظلم کے مصنّع نتائج آخرکار ظالم کو **پکڑ لیتے ہیں** (نظمِ الٰہی کی "گھات")۔
- یہ "مرصاد" **"اندھی سزا** نہیں؛ یہ **موقع دینے، دلیل قائم کرنے** اور **اصلاح کے دروازے** کھلے رکھنے کے بعد آتا ہے۔

- مومن کے لیے یہ آیت **حسابی ہوش، امیدِ عدل** اور **خود احتسابی** پیدا کرتی ہے؛ طاغی کے لیے **انذار** ہے کہ نظامِ کائنات میں **گزرگاہیں سب مرصاد زدہ** ہیں—آج طاقت ہے، کل حساب۔

❓ **ملحد/سیکولر اعتراض:** خدا 'کمین' میں—یہ تو خوف پھیلانے والی 'سرویلنس تھیولوجی' لگتی ہے"!

✅ **جواب"** (i) **:**مرصاد "**استعارہ** ہے—جسمانی کمین نہیں، **قانونِ نتائج** کی لازمی کارفرمائی؛ (ii) قرآن ساتھ ہی **توبہ/رحمت** کھلی رکھتا ہے—مرصاد = **روکِ تھام + مظلوم کی حفاظت؛** (iii) جدید دنیا میں بھی **audit-trails/CCTV**انصاف کے لیے ہوتے ہیں—اخلاق کائنات میں "مرصاد" یہی اصول متعالی سطح پر ہے۔

❓ **عیسائی اعتراض:** محبت والا خدا 'گھات' کیوں رکھے؟"

✅ **جواب :محبتِ خالص عدل مانگتی ہے؛** بےقصور کی دادرسی اور ظالم کی گرفت **محبت کا تقاضا** ہے۔ "مرصاد" عدلِ محبّت کا استعارہ ہے، انتقامِ اندھا نہیں۔

❓ **ہندو اعتراض:** یہ تو کرم/کرما جیسا ہے؟"

✅ **جواب :**مماثلت **مکافات کے قانون** میں ہے۔

❓ **کم سن طالب علم کا سوال:** کیا اللہ ہمیں 'جھانکتا' ہے؟ ہماری پرائیویسی؟"

✅ **جواب :**اللہ **ہر چیز کا خالق** ہے—اس کی **نگہبانی حفاظت** بھی ہے، **حساب** بھی۔ وہ **شرموں کا پردہ رکھنے والا** ہے؛ انسانوں کی طرح **بدنیتی** سے نہیں دیکھتا، بلکہ **عدل اور رحمت** کے لیے۔

انسان

15۔ فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّىۡۤ اَكۡرَمَنِ ؕ‏ ١٥

پھر انسان، جب اسکا رب اسے آزماتا ہے، پھر اسے عزت دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے، تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی۔

(اظھر)

"فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ"
جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اسے اپنی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے: "یہ مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا۔"
سورہ الزمر (39:49)

"فَإِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا"
جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہوتا ہے
سورہ الشوریٰ (42:48)

نَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً
"ہم تمہیں برائی اور بھلائی دونوں سے آزماتے ہیں"
(الأنبياء، 21:35)

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ
"ہرگز نہیں! انسان سرکشی کرتا ہے جب خود کو بےنیاز سمجھتا ہے"
(العلق، 6-96:6-7)

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
"جنہیں ہم نے کچھ لوگوں کو (دنیا کی) بھلائیاں دیں، ان کی طرف للچائی نظر نہ کرو"
(الحجر، 15:88)

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ
"تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں"
(التغابن، 64:15)

یہ آیت سورہ کے پہلے حصے (عاد، ثمود، اور فرعون کی تباہی) سے ایک نئے موضوع کی طرف منتقلی ہے، جہاں انسان کی فطرت اور اس کے آزمائش کے ردعمل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس آیت میں بیان کیا گیا کہ جب

اللہ انسان کو عزت، دولت، یا نعمتوں سے نواز کر اس کی آزمائش کرتا ہے، تو انسان اکثر یہ سمجھتا ہے کہ یہ نعمتیں اس کی اپنی خوبی یا قابلیت کی وجہ سے ہیں اور وہ کہتا ہے: "میرے رب نے مجھے عزت دی۔" یہ بیان اس کے تکبر یا ناشکری کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ وہ نعمت کو اللہ کی رحمت کے بجائے اپنی ذاتی کامیابی سمجھتا ہے۔

فطری طور پر، یہ آیت انسان کی فطرت سے ہم آہنگ ہے، کیونکہ انسان جب نعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے تو وہ اکثر خود کو ان کا مستحق سمجھتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے۔ عقلی طور پر، یہ آیت ایک منطقی سوال اٹھاتی ہے کہ کیا انسان کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ نعمتیں اللہ کی آزمائش ہیں، نہ کہ اس کی ذاتی کامیابی؟ یہ آیت انسان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ نعمتوں پر شکر کرے اور انہیں اللہ کی رحمت سمجھے۔ (GROK)

❓ **کم سن طالب علم:** کیا اللہ امیر کو زیادہ پسند کرتا ہے؟

✅ **جواب :**نہیں۔ اللہ **نیک کردار** کو پسند کرتا ہے۔ امارت/غربت دونوں میں اگر **سچائی، عدل، رحم** ہو تو پسندیدہ؛ ورنہ ناپسندیدہ۔

❓ **سماجی انصاف کا زاویہ:** غربت انسانوں کی ناانصافی سے آتی ہے، پھر اسے ’امتحانِ الٰہی‘ کیوں کہیں؟

✅ **جواب :**قرآن دونوں سطحیں مانتا ہے :**(الف) انسانی ظلم/نظامی خرابی**—جس کی اصلاح لازم (الأعراف 56؛ النساء 135)؛

(ب) الٰہی امتحان—اسی ظلم کے بیچ تمہارا **کردار** آزمایا جاتا ہے: کیا تم ظالم کے خلاف کھڑے ہوتے ہو؟ کیا تم کمزور کے حق میں دیتے ہو؟

❓ اگر نعمت امتحان ہے تو نعمت لینے والا 'قصوروار' کیوں نہیں؟

✅ **جواب :**قصور **استعمال** پر ہے، **حصول** پر نہیں۔ نعمت **امانت** ہے: شکر + عدل + سخاوت = **کامیابی**؛ غرور + استحصال = **ہلاکت** (اللیل 92:5-11، الکہف 18:34-42)۔

❓ مالداری اللہ کی خاص رضا کی علامت ہے؛ قرآن بھی 'أكرمه' کہہ رہا ہے"!

✅ **جواب :**الفاظ "أكرمه"/"نعّمه" **ظاہری** حال بیان کرتے ہیں؛ فوراً اگلی آیات 17–20 بتاتی ہیں کہ اگر یتیم/مسکین کے حقوق پامال ہوں تو یہ **تکریم نہیں، رسوائی کی تمہید** ہے۔ **قارون** مثال ہے (القصص، 28:76-82)۔

❓ **ملحد/سیکولر " :(**نعمت ملے تو آپ اسے بھی 'ٹیسٹ' کہتے ہیں—یہ تو cognitive dissonance ہے"!

✅ **جواب :**قرآن **cause/effect** کی اخلاقی تعبیر دیتا ہے: نعمت **ذمہ داری** بڑھاتی ہے (حقّ الناس)، اور محرومی **صبر/استقامت** کا امکان پیدا کرتی ہے—دونوں میں **اخلاقی انتخاب** مرکزی ہے؛ اسی کو "ابتلاء" کہا گیا (21:35)۔

✎ **اوپر جن تین قوموں کی مثال دی گئی ان کا بھی یہی حال تھا، خصوصا فرعون کے حوالے سے آتا ہے کہ وہ خود کو خدائوں کا avatar، یا خود خدا سمجھتا تھا، جیسے کسی بڑے خدا نے اسے بھی کوئی خدائی منصب دیا ہے۔ جب یہ سوچ پیدا ہوتی ہے تو انسان ہر ظلم و استبداد کو اپنے لیے جائز بلکہ خدا کی دَین سمجھتا ہے، اور خود کو محاسبہ سے مستثناء قرار دیتا۔**

اجتماعی قوموں سے لے کر انفرادی فرد تک، جب یہ سوچ پیدا ہوتی کہ "میں جو چاہے کروں، مجھ سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔" تو پھر پکڑ فورا ہوتی۔

- ← ہر نعمت آزمائش ہے، اور ہر نئی نعمت پر تین اعمال :شکر (دل/زبان)، شریک (انفاق/حاجت روائی)، شِفّاف (پاک کمائی/حلال طریقہ) فوری کرنے چاہیں۔

16۔ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ڏ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ ١٦

اور اگر، جب اسے آزماتا ہے، پھر اس کا رزق اس پر تنگ کردیتا ہے، تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کردیا۔

(اظھر)

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۗ

(آل عمران،3:26)

"وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ"

(اور ہم ضرور تمہیں خوف اور بھوک سے آزمائیں گے)

سورہ البقرہ (2:155):

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

"یقیناً تیرا رب جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لیے چاہے) تنگ کر دیتا ہے"

(الإسراء، 17:30)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ٣٥

"اور ہم تمہیں آزماتے ہیں برائی اور بھلائی کے ذریعے آزمائش کے طور پر"

(الأنبياء، 21:35)

قرآن **Prosperity = Piety** اور —**Poverty = Divine Disgrace**
دونوں **غلط** مساوات رد کرتا ہے۔ *اصل سوال*: تُو تنگی میں
صبر/صدق/امانت پر قائم رہا یا نہیں؟ اور وسعت میں
شکر/انفاق/عدل کیا یا نہیں؟

- "فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ" بتاتا ہے کہ رزق کا **اسکیل** بدلنا **مقصد نہیں؛ اخلاقی کیفیت** مقصود ہے۔
- "رَبِّي أَهَانَنِ" ایک **نفسی فریب** ہے: انسان اپنی **ناکامی/کوتاہی** کو تقدیر کے کھاتے میں ڈال کر **اخلاقی ذمہ داری** سے بھاگتا ہے—سیاق (آیات 17–20) اسی بھاگ کو بےنقاب کرتا ہے۔

یہ آیت غربت، فقر، اور سادگی کو طعنہ بننے سے روکتی ہے

- آج بھی یہ سوچ عام ہے کہ:
"اگر کسی کے پاس مال نہیں تو اللہ ناراض ہے"
- جبکہ قرآن ایسی سوچ کو **خالص جاہلیت** قرار دیتا ہے

← سچّا مؤمن **نہ دولت پر پھولتا ہے، نہ فقر پر گھبراتا ہے**
← وہ جانتا ہے کہ **ہر حال اللہ کی طرف سے ہے اور اس میں خیر ہے۔**

❓ کیا غریب ہونا بُرا ہے؟

✅ **جواب:** نہیں۔ **برا** یہ ہے کہ آدمی تنگی میں **جھوٹ/چوری/حق تلفی** کرے؛ اور **برا** یہ بھی ہے کہ امیر ہو کر **غرور/کڑک دلی** دکھائے۔ اللہ **سچ/عدل/رحم** کو دیکھتا ہے۔

❓ اگر رزق 'قدر' ہے تو جدوجہد کا کیا فائدہ؟"

✅ **جواب:** قرآن **اسباب + توکل** دونوں سکھاتا ہے: کام کرو (الجمعة، 62:10)، حلال کماؤ، پھر **جو ملے اسے امانت سمجھ کر صحیح جگہ خرچ** کرو۔

قدر **جہد** کو باطل نہیں کرتی—**جہت** (اخلاق) متعین کرتی ہے۔

📼 **"فَيَقُولُ"** (وہ کہتا ہے) سے واضح ہے کہ یہ انسان کا قول ہے، نہ کہ حقیقت۔ اگلی آیت میں "كَلَّا" (ہرگز نہیں!) کہہ کر اللہ اس سوچ کی نفی کرتا ہے۔ **غربت اور دولت دونوں آزمائشیں ہیں** (جیسا کہ آیت 15-16 میں بیان ہے)، جو اللہ کی حکمت سے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ **حقیقی عزت تقویٰ میں ہے** (سورہ الحجرات: 13)، نہ دولت میں۔

کلا – بات یہ نہیں

17۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ ١٧

ایسا نہیں، بلکہ تم یتیم کو عزت نہیں دیتے۔

(اظھر)

"یا کسی یتیم کو قرابت کے باعث کھانا کھلانا"
(البلد، 90:14–15)

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ
"پس یتیم کو نہ جھڑکو"
(الضحى، 93:9)

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ... فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ
"کیا تم نے اس کو دیکھا جو جزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی یتیم کو دھکّے دیتا ہے"
(الماعون، 107:1–2)

وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا...
"یتیموں کو ان کے مال دو، برا کو اچھے سے مت بدلو"
(النساء، 4:2)

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
"یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہترین طریقے سے"
(الأنعام، 6:152)

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا
"وہ اس کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"
(الإنسان، 76:8)

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ ... وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ"

"نیکی یہ نہیں... بلکہ نیکی یہ ہے... اور مال (اللہ کی محبت میں) قرابت داروں اور یتیموں کو دے"
(البقرہ، 2:177)

لغوی و صرفی تحقیق

- **إکرام** (أکرمَ): محض صدقہ نہیں بلکہ **وقار دینا، حق دلانا، تحقیر سے بچانا۔**
- **یتیم** (ي-ت-م): تنہا ہو جانا؛ انسان میں **باپ کے فوت ہونے سے قبلِ بلوغ** اولاد، (نَر/نَیّا دونوں پر یکساں دلالت)۔
- جمع خطاب **"لا تُکرِمون"**: **اجتماعی قصور**—نظام/کلچر کی خرابی۔

یہاں **"کَلَّا"** ایک **ردّ اور انکار** کا کلمہ ہے، یعنی:
"ہرگز نہیں! تمہاری سوچ غلط ہے۔ نہ رزق کی کشادگی عزت ہے، نہ تنگی ذلت۔"

پھر اللہ تعالیٰ اصل **ذلت کا سبب** بیان کرتا ہے:
← کہ **تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔**

- تم **معاشرتی طور پر** فیل ہو
- **رحم، عدل، شفقت** جیسے اوصاف تم میں نہیں
- تمہاری دولت تمہیں "اکرام" نہیں بناتی، جب تک کہ تم **سماجی انصاف** قائم نہ کرو

❓ **کم سن طالب علم کا سوال:** یا صرف پیسے دے دینا کافی ہے؟"

✅ **جواب :**نہیں؛ **إکرام** =عزت + مہربانی + حق دلانا: نام/وراثت، اسکول، حفاظت، دل نہ دکھانا—*انسان سمجھ کر برتاؤ کرنا* ۔

18- وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِۙ ١٨

اور مسکین کو کھانا کھلنے کی ترغیب نہیں دیتے

(اظہر)

"اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے"
(الماعون، 107:3)

أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ
"یا کسی مسکین کو سخت بھوک میں کھانا کھلانا"
(البلد، 90:14)

"اور وہ مسکین کو کھانے پر نہیں ابھاتا تھا"
(الحاقه، 69:34)

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ... مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا
"اور وہ کھلاتے ہیں کھانا، اس کی محبت میں، مسکین، یتیم اور قیدی کو، (اور کہتے ہیں:) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں"
(الدہر، 76:8–9)

...وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ
(البقرۃ، 2:177)

⊙ لفظی ترجمہ

- **وَلَا** ← "اور نہیں"
- **تَحَاضُّونَ** ← "تم ایک دوسرے کو زور نہیں دلاتے/تاکید نہیں کرتے "
  (ح-ض-ض: اکسا کر ابھارنا؛ صیغۂ مضارع جمع)
- **عَلَى** ← " پر/کے لیے"
- **طَعَامِ** " ←کھانا/کھلانا " *(اسمِ جنس؛ ذریعہ و نتیجہ دونوں مفہوم)*
- **الْمِسْكِينِ** ← " تنگ دست/ضرورت مند" *(فقیر سے قریب، مگر عملاً بےبس)*

✍ **طَعَام** :اصل مقصود **ضروریاتِ زندگی** ہیں؛ "طعام" بطور **کنایہ** (synecdoche)بنیادی ضرورت پر دلالت کرتا ہے۔

- **المسکین** :وہ جو کمانے کے باوجود **کفایت تک نہ پہنچ سکے** یا حالات نے بےبس کر دیا ہو؛ "فقیر/مسکین" کی فقہی تفریق معروف، مگر دونوں **استحقاق** میں داخل (9:60)۔

📖 **وَ لَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰی طَعَامِ** :نہ ہی تم بھوکے مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا صرف خود کھلانا کافی نہیں ہے بلکہ دوسروں کو بھی ترغیب دینی چاہیے تاکہ معاشرے میں غریب پروری کا شعور پیدا ہو جائے۔ (کوثر)

📖 کسی دوسرے شخص کو کسی نیکی کی ترغیب دینا اس لیے بھی مشکل ہے کہ اس کے لیے انسان کو پہلے خود اس نیکی پر کاربند ہونا پڑتا ہے۔ آیت زیر مطالعہ میں دراصل اسی انسانی کمزوری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ نہ تم خود بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو اور نہ ہی دوسروں کو اس نیک کام کی ترغیب دیتے ہو۔ (اسرار احمد)

✎ **کھانا کھلانے کی ترغیب** پر قرآن بہت اسرار کرتا، اس حوالے سے **سورہ لیل** کے آخر میں کچھ بیان کیا گیا ہے۔

📼 اگر کسی محلے، شہر، یا ملک میں مسکین بھوکا ہے، تو وہ **ہر فرد کے ضمیر پر سوال ہے۔**

📼 یہاں خاص بات ہے:

← صرف "کھلانا" نہیں، بلکہ **ترغیب دینا، ابھارنا، حوصلہ دینا**

یعنی:

- نہ خود کھلاتے ہو
- نہ دوسروں کو کہتے ہو
- بلکہ ایسا ماحول بناتے ہو جہاں **فقر، بھوک، اور محتاجی نظر انداز** ہو جاتی ہے۔

کھانا کھلانا

📖 ۱. ایک روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام سے آیاہے :

" ان احب الاعمال الی اللہ ادخال الســرور علی المؤمن ، شــعبة مسلم او قضاء دینہ "

"خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل ضــرورت مند مومن کے دل کو خوش کرنا ہے ، اس طرح ســے کہ اســے ســیر کیا جائے یا اس کا قرض ادا کیا جائے .

۲. ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آیاہے

"من الایمان حسن الخلق ، و اطعام الطعام ، و اراقة الدماء"

حســن خلق ، کھانا کھلانا، اور خون بہانا (راہ خدا میں قربانی) ایمان کے اجزاء میں سے ہیں.

۳. ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

" ما اری شــیئاً یعدل زیادة المؤمن الااطعامہ، وحق علی اللہ ایطعم من اطعم مؤمناً من طعام الجنة":

" میرے نزدیک کوئی چیز مومن کے دیدار اور زیارت کے برابر نہیں ہے سوائے اس کو کھانا کھلانے کے . اور جو شخص کسی مومن کو کھانا کھلائے خدا پر لازم ہے کہ وہ اسے جنت کے کھانوں میں سے کھانا کھلائے ".

۴. ایک اور حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے آیاہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑلی اور عرض کیا : اے رسول خدا صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم ! ای الاعمال افضل ؟ تمام اعمال میں کون سا عمل افضل ہے“۔

” اطعام الطعام ، و اطیاب الکلام “ :

” لوگوں کو کھانا کھلانا اور خوش کلام ہونا “۔

۵۔ اور آخر میں ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے :

”من عال اهل بیت من المسلمین یومهم ولیلتهم غفر الله ذنوبہ“ :

” جو شخص مسلمانوں کے گھرانے کی ایک رات دن پذیرائی کرے تو خدا اس کے گناہوں کو بخش دیتاہے “۔ (تفسیر نمونہ، از حوالہ بحار)

19۔ وَتَاۡكُلُوۡنَ التُّرَاثَ اَكۡلًا لَّمًّا ۙ‏ ۱۹

اور میراث کا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔

(اظهر)

یتیم کا مال کھانا حرام:
إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا
← (النساء، 4:10)

یتیم کے مال کی سخت حفاظت:
وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ
← (النساء، 4:2)

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ"
(اللہ تمہیں تمہارے بچوں کے بارے میں ہدایت دیتا ہے
سورہ النساء (4:11-12):

باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ:
وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ← (البقرة، 2:188) ← (النساء، 4:29)

⊙ **لفظی ترجمہ**

- **وَتَأْكُلُونَ** “ ←اور تم **کھاتے** ہو/ہڑپ کرتے ہو”
- **التُّرَاثَ** “ ←**وراثت/**چھوڑی ہوئی جائیداد”
- **أَكْلًا** “ ←کھانا/چٹ کر جانا” (مصدر بطور تاکید)
- **لَّمًّا** “ ←**جھاڑو پھیر کر**، سمیٹ کر، اندھا دھند، بے امتیاز ”*(لَمَّ الشيءَ = سب کچھ ایک ساتھ سمیٹ لینا)*

عورتوں اور بچوں کی حق تلفی:

- مکی دور میں اور آج بھی بہت جگہ عورتوں اور یتیموں کو **وراثت سے محروم** کر دیا جاتا ہے۔
- حالانکہ قرآن نے عورت کو بھی واضح طور پر **حصہ دار** قرار دیا ہے (النساء، 4:7)

← **لالچ پر مبنی ثقافتی رویے:**

- مال پر قبضہ کر لینا، میراث میں تاخیر کرنا، ورثاء کو دھوکہ دینا
- قرآن اسے **ظلم اور اخلاقی تباہی** قرار دیتا ہے۔

← **مال کے حریصانہ برتاؤ کی نفی:**

- یہاں "أَكْلًا لَّمًّا" میں **غیر اخلاقی اور بے رحمانہ لالچ** کی تصویر کشی کی گئی ہے
- ایسا مال **نعمت نہیں بلکہ وبال** بن جاتا ہے

← **قرآن کے مطابق مال کا صحیح مصرف:**

- مال **ذریعۂ آزمایش** ہے، نہ کہ **ظلم کا جواز**
- اگر وراثت میں عدل نہیں، تو وہ دولت تمہیں **رب کے نزدیک مجرم** بناتی ہے۔

20۔ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۙ ۲۰

اور تم مال سے جم کر محبت کرتے ہو۔

(اظھر)

"اور بے شک وہ مال سے سخت محبت رکھتا ہے"
(العادیات، 100:8)

"مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں"
(الکہف، 18:46)

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ
"بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے"
(العادیات، 100:8)

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ
"کثرت کی دوڑ نے تمہیں غافل کر دیا"
(التکاثر، 102:1)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ
"خرابی ہو اس کے لیے... جس نے مال جمع کیا اور گنتا ہی رہا"
(الھمزہ، 104:1-2)

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ... وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ
"لوگوں کے لیے خواہشات... اور ڈھیروں سونا چاندی کی محبت مزین کر دی گئی"
(آل عمران، 3:14)

لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ
"تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں"
(المنافقون، 63:9)

الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ... فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
"جو سونا چاندی ڈھیر کر رکھتے ہیں... انہیں دردناک عذاب کی خبر دے"
(التوبہ، 9:34-35)

⊙ لفظی ترجمہ

- وَ ← "اور/حال یہ کہ"
- تُحِبُّونَ ← "تم محبت کرتے ہو"
- الْمَالَ ← "مال/دولت"

- **حُبًّا** ← "محبت (بطورِ تاکید) — "**مفعول مطلق**
- **جَمًّا** ← "بہت سخت/ڈھیروں/بے تحاشا — "**کثرت و شدت** (ج-م-م: جمع، بھراؤ)

لغوی و صرفی تحقیق

- **حُبًّا جَمًّا** :مصدر + صفتِ مبالغہ؛ صرف "پسند" نہیں، **سراپا دل چسپی/شیفتگی**۔
- **جَمّ** :کثیر، گھنا، بھرپور—ایسی محبت جو **سیلاب** بن کر حدود توڑ دے۔
- **المال** :صرف نقد نہیں؛ اثاثے، زمین، شہرت/برانڈ ویلیو، کرپٹو—سب داخل (مفہوم عرفی/عام)۔

يَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى الثُّكْلِ وَلَا يَنَامُ عَلَى الْحَرَبِ۔ (نہج البلاغة حکمت: ۲۰۷)

اولاد کے مرنے پر آدمی کو نیند آ جاتی ہے مگر مال کے چھن جانے پر اسے نیند نہیں آتی۔

اسی لیے انفاق کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ سورہ بقرہ آیت ۲۶۱ کے مطابق انفاق کا اجر سات سو گنا ہے اور بعض خاصان خدا کے انفاق کا اجر اس سے دو گنا یعنی چودہ سو ہے۔ (کوثر)

کیونکہ وہ مال سے **اندھی محبت** رکھتا ہے!

- آیت **محبتِ مال = جرم** نہیں کہہ رہی؛ **افراطی محبت** جس سے **حقّ اللہ و حقّ العباد** پامال ہوں—وہ مذموم ہے۔
- سیاق کے مطابق تشخیص:

1. یتیم کی بےعزتی(17)
2. مسکین کے اطعام پر ترغیب نہ دینا(18)
3. وراثت سمیٹنا(19)

📼 **مال سے محبت فطری ہے، لیکن حد سے تجاوز خطرناک ہے**

- فطرتاً انسان مال چاہتا ہے
- لیکن جب یہ محبت **حق، انصاف، اور دوسروں کے حقوق پامال کرے** تو وہ **اخلاقی بیماری** بن جاتی ہے

← آیت یہ بتاتی ہے کہ:
انسانوں کے رویے میں ظلم، بخل، ذخیرہ اندوزی، اور استحصال کی جڑ یہی شدید محبت ہے

← اور جب انسان مال سے اندھی محبت کرتا ہے
وہ **آخرت کو بھول جاتا ہے**
وہ صرف **دنیا کی زینت** کو اصل کامیابی سمجھتا ہے

← **اسلامی تربیت: مال کا تعلق نیت، نفع اور قربانی سے ہے**

- قرآن نے مال کو **برائی نہیں کہا**
- بلکہ اس سے محبت کی **شدت اور بے اعتدالی** کو تنقید کا نشانہ بنایا

❓ **عیسائی راہب کا سوال:** "کیا اسلام رہبانیت چاہتا ہے؟"

✅ **جواب :**نہیں؛ "رہبانیت" اسلام میں نہیں۔ **طیبات** جائز (7:32)، مگر **اسراف/فخر/ظلم** ممنوع۔ مقصد—**enjoy responsibly**: زکوٰۃ، اقربا/مساکین کے حقوق، حلال کمائی۔

❓ **فلسفیانہ سوال:** "اللہ نے خواہش رکھی، پھر ملامت کیوں؟"

✅ **جواب :**خواہش **فطری** ہے، مگر انسان **مکلف** ہے—تہذیبِ نفس/تزکیہ کے ذریعے **حد بندی** ضروری؛ ورنہ خواہش **اصول** کو کھا جاتی ہے (3:14؛ 100:8)۔

❓ **ماہرِ معاشیات کا سوال:** انفاق و زکوٰۃ growth گھٹا دیتے ہیں؟"

✅ **جواب :** قرآن کا ہدف **محرک + انصاف** کا امتزاج ہے : **حقوقِ کمزور محفوظ** ہوں تو **اعتماد/استحکام** بڑھتا، **سماجی لاگت** گھٹتی، معیشت **پائیدار** بنتی۔ افراطی جمع/کنز—بحران کا بیج (9:34-35؛ 59:7 کی گردشِ دولت)۔

❓ **کم سن طالب علم کا سوال:** ہمیں پیسے پسند کیوں نہ ہوں؟"

✅ **جواب :** پسند ٹھیک؛ غلط یہ کہ پیسے کے لیے **جھوٹ/حق تلفی/بخل** کرو یا اللہ/ماں باپ/غریبوں کو بھولو۔ پیسہ **اوزار** ہے، **ہدف** نہیں۔

قیامت

21۔ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ ٢١

ہرگز نہیں، جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائیگی۔

(اظھر)

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا
"جب زمین اپنی سخت ترین بھونچال سے ہلا دی جائے گی، اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی"
(الزلزال، 99:1–2)

"جب زمین کو زور سے جھٹکا دیا جائے گا"
(الواقعه، 56:4)

پہاڑ و زمین ایک ہی دفعہ کُوٹ دیے جائیں گے:
فَإِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ← (الحاقة، 69:14)

جبل دَكًّا (ٹوٹ/ہموار) ہو جائے:
فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا ← (الأعراف، 7:143)

⊙ **لفظی ترجمہ(Word-by-Word)**

- **كَلَّا** " ←ہرگز نہیں/ایسا نہیں (جیسا تم سمجھ بیٹھے ہو)"

- **إِذَا** " ←جب (کبھی) "*(قیامت کے یقینی وقوع پر شرط/ظرف)*
- **دُكَّتِ** " ←کُوٹ دی جائے/پاش پاش کر دی جائے/ہموار کر دی جائے " *(دکّ—پیسا/چورا کیا)*
- **الْأَرْضُ** " ←زمین"
- **دَكًّا دَكًّا** " ←کُوٹ کر—کُوٹ کر / بار بار / پوری طرح "*(مفعول مطلقِ مؤکّد، تکرار سے شدت)*

جن لوگوں نے مال پر ناز کیا
ظلم کیا
مسکین کو کھانا نہیں کھلایا
یتیم کی عزت نہ کی
اپنی جاہ و چشم پر ناز کیا
آخرت کو جھٹلایا

← ان کے لیے زمین ہی **عبرت کا فرش** بن جائے گی۔

← آیت **انسانی غرور** پر ہتھوڑا ہے: جب **خود زمین**—جس پر تم نے محلات و امپائر کھڑے کیے—کُوٹ دی جائے گی، تو تمہاری **دلیلِ طاقت** بھی ساتھ ریزہ ہو جائے گی۔

❓ **متشکک قاری:** یہ سب تمثیلی ہے، حقیقی نہیں؟"

✅ **جواب :**سیاق میں اگلی آیات **)جَاءَ رَبُّكَ، وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ (**واضح کرتی ہیں کہ **حقیقی حساب** مراد ہے؛ الٰہی کلام **مبالغہ آرائی** نہیں کرتا—تصویر کشی **حقیقت** پر مبنی ہے۔

❓ **کم سن طالب علم:** کیا زمین واقعی ٹوٹ جائے گی؟ ڈر لگتا ہے!

✅ **جواب :**ہاں، **ایک دن** کائنات بدلے گی—مگر اللہ **رحیم و عادل** ہے۔ جو **سچّا/رحم دل** رہے گا، وہ **محفوظ** ہو گا۔ یہ آیت ہمیں **برا چھوڑ کر اچھا پکڑنے** کے لیے جگاتی ہے، تاکہ ڈر **تحفظ** میں بدلے۔

⚒ عملی اقدام: **ملکیت/اختیار عارضی**؛ لہٰذا **حقّ الناس، امانت، وراثت، عدل**—ابھی درست کرو۔ میگا پروجیکٹس/ٹائٹنز کے بجائے **زندگیاں** سنوارو۔ حادثات دیکھ کر **خود احتسابی + رحم + نظم** (ریلیف، سیفٹی کوڈز)—لوگوں کی جان **محفوظ کرنا عبادت** ہے۔

🕯 **تکبّر کے "پہاڑ"** دل میں دکّ کر دو—توبہ، معافی، صلح رحمی؛ یہی **روز مرہ کی قیامت** ہے جو انسان کو **نجات** کی طرف لے جاتی ہے۔

22۔ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالۡمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ ۲۲

اور آپ کے رب (کا حکم) اور فرشتے صف در صف حاضر ہوں گے۔

(بلاغ القرآن)

"جس دن روح اور فرشتے قطار در قطار کھڑے ہوں گے؛ کوئی بول نہ سکے گا مگر جسے رحمان اجازت دے اور وہ درست بات کہے"
(النبأ، 78:38)

"اور فرشتے (آسمان کے) کناروں پر ہوں گے، اور اس دن تمہارے ربّ کا عرش اُن کے اوپر آٹھ (فرشتے) اٹھائے ہوں گے"
(الحاقة، 69:17)

"اور بے شک ہم ہی تو (اللہ کے حکم پر) صفیں باندھ کر کھڑے رہنے والے ہیں"
(الصافات، 37:165)

"اور صور پھونکا جائے گا... پھر سب ان کے ربّ کے حضور پیش کیے جائیں گے"
(الزمر، 39:68)

⊙ آیت کا لفظی ترجمہ

- **وَجَآءَ** ← "آئے گا/آیا"
- **رَبُّكَ** ← "تیرے ربّ (کا امر/اقتدار)"
- **وَالۡمَلَكُ** ← "اور فرشتے"
- **صَفًّا صَفًّا** ← "صف در صف/قطار در قطار"

📼 **"وَجَآءَ رَبُّكَ** – "یہاں ظاہری الفاظ کے مطابق رب کے آنے کا ذکر ہے لیکن چونکہ اللہ **زمان و مکان سے پاک** ہے، اس لیے اس کا مطلب:

← **اللہ کی قدرت و عدالت کا ظہور**

← اللہ کا "آ جانا" دراصل **فیصلے کے نفاذ اور عظمت کے اظہار** کے لیے بطور **استعارہ** آیا ہے۔

🕯 قرآن کی قطعی اصل :**لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ** —(42:11)لہٰذا "جاء ربك" **تَشبِیہِ جسمانی** نہیں۔

🌀 یہ آیت قیامت کے **کمرۂ عدالت** کی" decisive انٹری" ہے: کائنات reset (21) کے بعد **اقتدارِ الٰہی** پوری شان سے **ظاہر** ہوتا ہے ("جاء ربك") اور **ملائکہ** "صفًا صفًا" کھڑے ہو کر **نظامِ عدل** کی **مرتب/شفاف** عمل داری کو نمایاں کرتے ہیں۔

⚒ **عملی پہلو**

- **ریاست/ادارے" :**صفًا صفًا**Due Process** = "؛ میرٹ، قطار، نظم—جو قوم دنیا میں **صف** سیدھی رکھے گی، آخرت میں **شرمندہ** کم ہوگی۔
- **عبادت/سیرت :**جماعت کی **صفیں سیدھی**، وعدہ/قانون **ٹوٹے نہیں**—یہی "صفًا صفًا" کی روح۔
- **کرداری چیک لسٹ :**کسی پر **سہارا/سفارش** کے بھروسے نہ رہیں؛ **کیس فائل** (عمل نامہ) مضبوط کریں: حقوق، امانت، انصاف، خدمت۔
- **دانشِ تعبیر :**خدا کو **مخلوق کے سانچے** میں نہ باندھیں—*تنزیہ + تعظیم*۔

23۔ وَجِایۡٓءَ یَوۡمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوۡمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الۡاِنۡسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّکۡرٰی ؕ۲۳

اس دن جھنم لائی جائی گی، اس دن انسان کو سمجھ آ جائے گی، مگر اب کہاں نصیحت فائدہ دے گی؟

(اظھر+)

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ
"اور جہنّم گمراہوں کے سامنے لا کھڑی کی جائے گی۔"
(الشعراء، 26:91)

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَى
"اور جہنّم ہر دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کر دی جائے گی۔"
(النازعات، 79:36)

وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ
"اور جب جہنّم بھڑکا دی جائے گی۔"
(التکویر، 81:12)

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ
"ہم اس دن جہنّم سے کہیں گے: کیا تُو بھر گئی؟ وہ کہے گی: کیا اور بھی کچھ (ہے)؟"
(ق، 50:30)

يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ
"اس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا (حسرت سے)۔"
(الفرقان، 25:27)

آیت کا لفظی ترجمہ

- **وَجِيءَ**" :اور لایا جائے گا/پیش کیا جائے گا" (مجهول: جِيءَ)
- **يَوْمَئِذٍ**" :اس روز"
- **بِجَهَنَّمَ**" :جہنّم (کو)"
- **يَتَذَكَّرُ**" :یاد کرے گا/نصیحت پکڑے گا"
- **الْإِنسَانُ**" :انسان"
- **وَأَنَّىٰ**" :کہاں سے/کیونکر" (انکاری سوال)
- **لَهُ الذِّكْرَىٰ**" :اس کے لیے یہ یاد (فائدہ دے گی)؟"

✎👁 اس آیت میں **نتائج کی پیشی** اور **تاخیرِ شعور** کی نفسیات جمع ہو گئی: دنیا میں مہلت اس لیے ہے کہ "ذکر" **عمل** بنے؛ جب **مشہود حقیقت** (جہنّم/عدل) سامنے آجائے گا تو **اختیار** ختم اور "ذکر" **بے اثر** ہوجائے گا۔ لہٰذا معقول راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے **فیصلوں کی آخرت** کو **پہلے سے "حاضر"** رکھے—روزانہ محاسبہ، حقّ الناس کی ادائیگی، اور حبِّ مال کے فتنوں (17–20) سے توبہ کرے—تاکہ "یَتَذَکَّرُ" آج نجات بنے، بجائے کل کی حسرت کے۔

عملی پہلو

- **Regret-prevention:** ہفتہ وار *محاسبہ شیٹ*"—اگر آج موت آ جائے تو کس حقّ الناس/قرض/زکوٰۃ/صلہ رحمی ادھوری ہے؟" فوراً پورا کریں۔
- **Pre-mortem زندگی**: بڑے فیصلے (کیرئیر/مال/وراثت) پر سوال: "کیا یہ آخرت کے سامنے ٹھہرے گا؟"
- **Habit breakers:** تکاثر/حبّ مال کے ٹرگرز پر **24 گھنٹے اصول**، صدقہ فوری، معافی مانگنے/دل جوڑنے کی **ڈیڈ لائن آج**۔

حسرت – قدمتُ لحیاتی

24۔ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ ٢٤

وہ کہے گا : اے کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا!

(ڈاکٹر اسرار احمد)

"اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا؟"
(المنافقون، 63:10–11)

"یقیناً گھاٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب قیامت اچانک ان پر آ گئی تو وہ کہیں گے: ہائے افسوس! ہم نے اس میں کوتاہی کی تھی۔"
(الانعام، 6:31)

يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا
"اے کاش! میں نے رسول کے ساتھ کوئی راستہ اختیار کیا ہوتا!"
(الفرقان، 25:27)

يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ
"ہائے افسوس! جو میں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی!"
(الزمر، 39:56)

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ... كَلَّا
"یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہتا ہے: اے رب! مجھے لوٹا دے... ہرگز نہیں!"
(المؤمنون، 23:99–100)

يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا
"کافر کہے گا: اے کاش! میں خاک ہی ہوتا!"
(النبأ، 78:40)

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ
"اور انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ۔"
(مریم، 19:39)

- مطلب یہ کہ **اصل زندگی** آخرت کی ہے، دنیا کی زندگی کو قرآن **لہو، لعب، دھوکہ** قرار دیتا ہے (الأنعام، 6:32)

- فطری طور پر، انسان کی فطرت میں غلطیوں پر افسوس کرنا شامل ہے، لیکن یہ افسوس اس وقت بے فائدہ ہوتا ہے جب موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ عقلی طور پر، یہ آیت انسان کو دنیا میں ہی اپنے اعمال پر غور کرنے اور نیک عمل کرنے کی ترغیب دیتی ہے، کیونکہ قیامت کے دن پچھتاوی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

- آیت **پری مورٹم** طرزِ فکر سکھاتی ہے: اصل زندگی (آخرت) کو سامنے رکھ کر "آج" کے فیصلے کرو۔

"قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي" = عبادات + حقوق العباد + علمی/معاشرتی نفع—سب **آگے بھیجے جانے والے اثاثے** ہیں؛ ورنہ یاد صرف **حسرت** رہ جائے گی۔

توازن واضح ہے: (28:77) دنیا کا جائز حصہ **متوازن** رکھو، مگر **اخرت پہلے** اصول سے۔

- میری رائے میں یہ آیت انسان کی **حقیقی بصیرت** کا نچوڑ ہے: جو شخص دنیا کو **کھیت** اور آخرت کو **فصل** سمجھے، وہ روز "کیا آج میں نے اپنی اصل زندگی کے لیے کچھ بھیجا؟" کا حساب کرے گا۔ **"يا ليتني"** کو آج کی **"الحمد لله قدّمتُ"** میں بدلنا ہی ہدایت ہے—یعنی عبادت کی روح + حقّ الناس + مسلسل خیر چھوڑ کر جانا (علم/وقف/نیکی)۔ اسی میں دنیا کی کامیابی بھی مستحکم ہوتی ہے اور آخرت کی عزّت بھی۔

❓ **خوف و حسرت کی نفسیات مذہبی 'گِلٹ' نہیں؟**

✅ **جواب:** قرآن **خوف + امید** کا توازن رکھتا ہے: اسی سیاق کا اختتام **نفسِ مطمئنہ** (27–30) ہے۔ خوف **غفلت توڑنے** کی ویکسین ہے؛ مستقل مایوسی مطلوب نہیں۔

❓ **(کم سن طالب علم): "میں ابھی کیا 'آگے بھیج' سکتا ہوں؟"**

✅ **جواب:** سچ بولنا، والدین/استاد کی خدمت، روز ایک نیکی (نماز/صدقہ/درخت/علم بانٹنا)، اور کسی کا دل نہ دکھانا—یہ سب تمہارے **آفٹر لائف اکاؤنٹ** میں جمع ہوتا ہے۔

⚒️ **عملی پہلو**

- **Pre-mortem چیک لسٹ (ہفتہ وار):**

1. حقّ الناس: قرض/وراثت/معافی؟
2. حقّ اللہ: فرض عبادات، دیرینہ قضا کا پلان۔
3. صدقۂ جاریہ: علم، وقف، درخت، اوزار/کتاب تحفہ۔
4. وقت اور مال کا بجٹ جس میں **آخرت-پہلے فیصد** طے۔

- **ڈیجیٹل وصیت/اثاثہ فہرست :**لاگ اِنز، نامزدگی، تقسیم نامہ—تاکہ "قدّمتُ" عملی ہو۔
- **عادتیں**-24 **:**گھنٹے اصول (غیرضروری خرید)، روزانہ 10 منٹ **محاسبہ**، ہفتہ وار **خدمتِ خلق** سلاٹ۔

25۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ ٢٥

پس اُس دن، کوئی بھی اُس کے عذاب جیسا عذاب نہ دے سکے گا۔"

(cgpt)

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ
"یقیناً تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے ا"
(البروج، 85:12)

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ
"تیرا رب بستیوں کو جب ظلم کے حال میں پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ دردناک، سخت ہوتی ہے۔"
(ہود، 11:102)

لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ... ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ
"ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے... یہی چیز اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (تنبیہ کے لیے)۔"
(الزمر، 39:16)

مَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ
"ان کے لیے اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا کوئی نہیں۔"
(الرعد، 13:34)

نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ * وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ

"میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہوں * اور یہ کہ میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔"
(الحجر، 15:49-50)

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ * ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ
"(فرمایا جائے گا) اسے پکڑو، پھر جکڑ دو * پھر جہنّم میں جھونک دو۔"
(الحاقة، 69:30-31)

آیت کا لفظی ترجمہ

- **فَيَوْمَئِذٍ**" :تو اُس دن"
- **لَّا يُعَذِّبُ**" :سزا نہیں دے گا (کوئی)" / "عذاب نہیں کرے گا"
- **عَذَابَهُ**" :اس جیسا عذاب/اس کا عذاب" *(ضمیر کی راجعت: اللہ کے عذاب کی یکتائی)*
- **أَحَدٌ**" :کوئی (بھی)"

بامحاورہ ترجمہ:
"تو اُس دن کوئی بھی (ایسا) عذاب نہ دے گا جیسا اُس (اللہ) کا عذاب ہے۔"

عذاب کی شدت:
کوئی بھی (نہ فرشتہ، نہ انسان، نہ طاقتور) اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دے سکے گا۔
دنیا میں جابر، فاسد، اور ظالم بچ نکلتے ہیں
مگر اُس دن کوئی ظالم **بچ نہ پائے گا، نہ چھپ سکے گا**
دنیا میں سزا کی شدت کو کم یا زیادہ مانا جاتا ہے
مگر قیامت میں عذاب کا **کوئی ہم پلہ نہیں ہو گا۔**

اگر آخرت میں اللہ ہی سزا دے گا تو دنیا میں سزائیں کیوں؟

جواب :دنیا میں سزائیں **روک تھام/اصلاح** کے لیے **قانونی** ہیں، **انتقامی** نہیں؛ آخرت کی سزا **حتمی عدل** ہے۔ آیت 25 دنیا میں

تشدد/غیرقانونی تعذیب کے لیے **اخلاقی قدغن** ہے—کیونکہ "اس جیسا" سزا دینا **انسان کے دائرے سے باہر** ہے۔

❓ **کم سن کا سوال** کیا سب کو سخت عذاب ہوگا؟

✅ **جواب :** نہیں؛ عذاب **مجرموں** کے لیے ہے۔ نیکی کرنے والوں کے لیے اسی سیاق میں آگے **سلامتی/رضا** ہے (27–30)۔

26۔ وَّلَا یُوۡثِقُ وَثَاقَہٗۤ اَحَدٌ ؕ۲۶

اور اللہ کی طرح جکڑنے والا کوئی نہ ہو گا۔

(بلاغ القرآن)

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَ وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا

"بے شک ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے."

(الإنسان، 76:4)

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ

"اور اُس دن تو مجرموں کو دیکھے گا کہ وہ بیڑیوں میں جکڑے ایک ساتھ باندھے گئے ہوں گے."

(إبراهيم، 14:49)

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ * ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ

"(حکم ہو گا) اسے پکڑو، پھر جکڑ دو * پھر جہنّم میں جھونک دو."

(الحاقّة، 69:30–31)

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا...

"بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق رکھ دیے ہیں..."

(دنیا میں ہٹ دھرمی کی باطنی قید کی تصویر)

(یس، 36:8)

وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ

"اور (کچھ) دوسرے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں."

(ص، 38:38)

لغوی و صرفی تحقیق

- **وَثَاق** (و-ث-ق): رسی/بیڑی/قید؛ **إيثاق** =مضبوط باندھنا۔
- جوڑ **لا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ… / لا يُوثِقُ وَثَاقَهُ …**(آیات 25–26) میں **مصدر + إضافة** سے یکتائی/انفراد پر زور ہے۔
- قراءت کے طور پر بعض نے "**يُوثَقُ**"(مجهول) کا احتمال ذکر کیا—معنی کا حاصل یہی رہتا ہے: *نہ کوئی اس جیسی قید لگا سکتا، نہ کوئی ویسے بندھا جا سکتا۔*

📼 اللہ کی گرفت ایسی ہو گی جو **ناقابلِ فرار** ہو

نہ زنجیر ٹوٹے گی، نہ کوئی بچا سکے گا

نہ دنیا کا قانون، نہ تعلقات، نہ سفارش، کچھ فائدہ نہ دے گا

نفس مطمئنہ

27۔ يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ٢٧

اے نفس مطمئنہ!

(بلاغ القرآن)

"اے انسان! بے شک تو اپنے رب کی طرف محنت کرتا ہوا جا رہا ہے، پس تو اس سے ملاقات کرنے والا ہے"
(الانشقاق، 84:6)

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: "میرے دل کو اطمینان ہو جائے"
(البقرہ، 2:260)

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ
"خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔"
(الرعد، 13:28)

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا • وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا
"کامیاب ہوگیا جس نے (نفس) کو سنوارا، اور نامراد ہوا جس نے اسے بگاڑا۔"
(الشمس، 91:9-10)

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ • وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ
"میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں، اور ملامت کرنے والے نفس کی بھی قسم!"
(القیامة، 75:1-2)

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ
"یقیناً نفس تو برائی پر بہت اُکسانے والا ہے۔"
(یوسف، 12:53)

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ
"اور اللہ کی رضا سب سے بڑی (نعمت) ہے۔"
(التوبة، 9:72)

یہ وہ نفس ہے جو:

- **اللہ کی رضا میں راضی ہے**
- دنیا کی مصیبتوں اور آزمائشوں میں بھی **پرامن** رہا
- آخرت کے بارے میں **خوف کی بجائے اعتماد** رکھتا تھا

یہ مقام، روحانی ارتقاء کی انتہا ہے—
جہاں انسان **شک سے یقین، خوف سے محبت، اور نفسِ امارہ سے نفسِ مطمئنہ** میں بدل چکا ہے۔

کچھ مفسرین کے نزدیک، قرآن میں تین قسم کے نفس کا ذکر ہے، اور مفسرِ فیضان الرحمٰن نے چار بتائے ہیں۔

1۔ نفس امارہ 2۔ نفس لوامہ۔ 3۔ نفس ملہمہ
4۔ نفس مطمئنہ

(فیضان الرحمٰن)

✎ میرے نزدیک غالباً نفس کے صرف دو ہی قسم ہیں۔

1. نفس امارہ -برائی کی ترغیب دینے والی، یعنی دنیا کے سکون و لذتوں کی طرف مائل کرنے والی۔ (یعنی دوسرے الفاظ میں وہ چیز جسے "جان" کہتے۔)

2. نفس لوامہ – نیکی کی طرف بلانے والی، آسمانوں کی طرف عروج دلانے والی، آخرت کا ہمیشگی سکون کی طرف مائل کرنے والی۔ (یعنی دوسرے الفاظ میں وہ چیز جسے "روح" کہتے ہیں۔)

3. باقی نفس ملہمہ غالباً کوئی الگ سے نفس نہیں (یا شاید دونوں کا ملا کر بولا جا رہا کہ کلی طور ایک فردِ واحد / ایک انسان کو بھی نفس کہا جاتا ہے)۔

یہ سورہ شمس میں آتا ہے کہ جس نے "نفس" کو درست کیا، اور اس میں نیکی و بدی الہام کردی۔ (سورہ شمس آیت 7 تا 8)... اشارہ اللہ کی ذات کی طرف ہے کہ جس نے نفس کو درست کیا اور اس میں نیکی و بدی الہام کردی...

کہ ایک انسان یعنی نفس کو درست کیا، اور اُس میں یعنی انسان میں نیکی و بدی والے دونوں نفوس ڈال دیے یعنی "جان" و "روح"... جو ان کو درست کرے گا اور سیدھی راہ پر لائے گا تو وہ اگلے لیول نفس مطمئنہ پر پہنچے گا۔

4. نفسِ مطمئنہ کا ذکر اس ســـورہ فجر میں آیا ہے۔ ظاہر ہے یہ الگ سے مفرد نفس تو نہیں ہوسکتی کہ اس طرح یہ ہرکسی میں پھر موجود ہوتی اور اطمینان میں ہوتی۔ بلکہ یہ "نفس"کا وہ "رُتبہ" ہے کہ جب انســـان اپنے نفس کو ســـیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ نفس امارہ کو روکتا ہے اور نفس لوامہ کو نیکی ســـے فیڈ کرتا ہے تو پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ نفس "نفسِ مطمئنہ" کے درجے پر فائز ہوجاتا ہے۔

❓ **سیکولر/نفسیاتی:** نفسِ مطمئنه، محض پازِٹیو سائیکالوجی ہے؟

✅ **جواب :**کچھ مماثلت ہے (grit, gratitude, meaning) مگر قرآن اسے **توحید + اخلاق + حقّ الناس** کے سانچے میں رکھتا ہے—صرف مزاج نہیں، **معیارِ جواب دہی** بھی۔

❓ 'روح/نفس' کا ثبوت کہاں ہے؟

جواب :قرآن روح کو **غیب** مانتا ہے (17:85)، مگر ثبوت **اثر** سے: ضمیر، اخلاقی احساس، توبہ کی کشش—یہ سب محض کیمیا نہیں، **قصد و معنی** کی شہادت ہے۔

❓ **سماجی نقّاد:** 'اطمینان' کہیں ظلم پر قناعت تو نہیں؟

✅ **جواب :**نہیں؛ مطمئنه **باطنی قرار** ہے، **سماجی بےحسی** نہیں۔ قرآن کی مطمئن جان **مسکین/یتیم** کا حق دیتی ہے—اسی بنا پر اسے یہ خطاب ملتا ہے (سیاق 17–20)۔

❓ کم سن طالبِ علم: **میں مطمئن کیسے بنوں؟**

✅ **جواب :**سچی نماز، سچا سچ، والدین کی خدمت، روز ایک نیکی—دل **ہلکا** ہوتا جاتا ہے؛ **غلطی** ہو تو فوراً **توبہ + تدارک**۔

⚒ عملی پہلو

- **روزانہ 3×3 روٹین** :3 منٹ شکر، 3 منٹ استغفار، 3 منٹ درود/ذکر (13:28)۔
- **ڈیجیٹل سکون** :نیند سے 1 گھنٹہ پہلے نو اسکرین، فجر سے پہلے 5 آیات—دل کا baseline پرسکون۔
- **خدمتِ خلق** :ماہانہ ایک مستقل خدمت (تعلیم/طعام/قانونی مدد)؛ اطمینان **خیر بانٹنے** سے بڑھتا ہے۔

28۔ ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۞ ٢٨

اپنے رب کی طرف لوٹ آ، تو اُس سے سے راضی، وہ تجھ سے راضی۔

(اظھر)

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
“ہم اللہ کے ہیں اور ہم ہی اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔”
(البقرة، 2:156)

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
“اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔”
(التوبة، 9:100)
سورہ المجادلہ (58:22)

جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ... رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
“ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی کے باغ ہیں... اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔”
(البيّنة، 98:8)

عقلی طور پر، یہ آیت انسان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ ایمان اور نیکی کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کرے تاکہ قیامت کے دن وہ اس کی طرف راضی و پسندیدہ لوٹے۔

یہ **انسان اور خالق کے درمیان کامل محبت اور رضا کا مقام** ہے—
نہ کوئی شکایت، نہ کوئی پچھتاوا، نہ کوئی خوف۔

یہ واپسی کب؟
یہ صرف موت کے وقت، اور قیامت کے دن کی ارجاع نہیں — دنیا میں بھی ہر فیصلے کو **رب کی طرف لوٹانا**—وہی روزمرہ "ارجعی" کی مشق ہے۔
رجوع صرف جسمانی موت نہیں، بلکہ **روحانی بازگشت** بھی ہے۔

"رب کی طرف رجوع= "
ایک ایسا رجوع جو اللہ کی رضا میں لپٹا ہوا ہے۔

"راضيةً مرضيةً" زندگی کا معیار طے کرتا ہے: **میں راضی کب؟** جب **حق** ادا ہو؛ **وہ راضی کب؟** جب **اخلاص+عدل** جمع ہوں۔

- یہ آیت بتاتی ہے کہ مقصد **محض نجات** نہیں، **رضوان** ہے—"*رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ*" کی زندہ تصویر۔

انسان اپنی خواہشگزار رضا کو **رب کی رضا** کے سانچے میں ڈھال دے تو دنیا میں ہر رجوع—توبہ، انصاف، شکر—آخرت کے **بلاوے** میں بدل جاتا ہے۔ "ارجعي" ہمیں سکھاتا ہے کہ ہر موڑ پر **راہِ اصل** رب کی طرف ہے؛ جو بندہ یہاں **حق، رحم اور اخلاص** کے ساتھ لوٹتا رہا، وہاں اسے **محبت کے لہجے** میں لوٹایا جائے گا—"راضی بھی تم، اور تم سے راضی بھی ہم"۔

❓ **کیا "ارْجِعِي" سے حلول (God-union) مراد ہے؟**

✅ **جواب :** نہیں؛ قرآن کا فریم **عبد/رب** ہے، حلول نہیں۔ "رجوع" = **مُلْقاتی و قربِ رضا** (84:6؛ 98:8)، یعنی بندہ **قربِ پذیرائی** پاتا ہے، الوہیت میں مدغم نہیں ہوتا۔

❓ **اگر بندہ راضی ہو مگر اس پر رب راضی نہ ہو؟**

✅ **جواب:** اسی لئے دو حال آئے — (راضیة مرضیه) *ذاتی سرشاری* کافی نہیں، **رضا بالحق** لازم ہے؛ معیار **اخلاص + حقّ الناس** ہے، محض جذبات نہیں۔

❓ **کم سن کا سوال:** میں کیسے ’راضيةً مرضيةً‘ بنوں؟

✅ **جواب:** سچّا سچ، امانت داری، روزانہ شکر + استغفار، کسی کا حق نہ مارنا، اور غلطی پر فوراً **توبہ + تدارک**—یہی راستہ ہے۔

29۔ فَادْخُلِي فِي عِبٰدِیٌ ۲۹

پھر میرے (خاص) بندوں (کی جماعت) میں داخل ہو جا۔

(اظهر)

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا... قِيلَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ
”اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا... کہا جائے گا: سلام ہو تم پر، پاکیزہ ہو—اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔“
(الزمر، 39:73)

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ
”اس میں سلامتی کے ساتھ، امن و امان میں داخل ہو جاؤ۔“
(الحجر، 15:46)

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا
”پس یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا: نبی، صدیق، شہید اور صالحین—اور یہ رفقا کیا ہی اچھے ہیں!“
(النساء، 4:69)

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا...
”رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر نمرواری کے ساتھ چلتے ہیں...“
(الفرقان، 25:63–76 منتخب اوصاف)

📼 **مخلصین، مقربین، صادقین، محسنین**

← وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں **نفس کی اصلاح** کی، اور اللہ کی رضا کی راہ پر چلے۔

📼 **عبودیت اور اخلاص:**
یہ اعزاز صرف اُن کو ملتا ہے جو **نفسِ مطمئنہ** بن چکے ہوں،
جن کی سعی و قربانی میں ریا نہ ہو،
جن کی بندگی **اخلاص اور رضا** کے معیار پر ہو۔

اجتماعی پہلو:
یہاں **جمع ("عبادی")** ہے، یعنی بندہ اکیلا نہیں—
اسے **اللہ کے چنے ہوئے قافلے میں جگہ** دی گئی۔
گویا جنت کا سفر **اکیلا نہیں** بلکہ **صالحین کی جماعت** کے ساتھ ہوتا ہے۔

📖 اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کی نشاندہی سورۃ النساء کی اس آیت میں کی گئی ہے} :

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا۔

”اور جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ کی اور رسول ﷺ کی تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں معیت حاصل ہوگی ان کی جن پر اللہ کا انعام ہوا ‘ یعنی انبیاء کرام ‘ صدیقین ‘ شہداء اور صالحین۔ اور کیا ہی اچھے ہیں یہ لوگ رفاقت کے لیے“! (اسرار احمد)

❓ کیا ’عبادی‘ صرف ایک گروہ کے لیے ہے؟

✅ **جواب“ :**عبادی” وہ ہیں جو **ایمان + عملِ صالح + حقّ النّاس** کے معیار پر پورے اترتے ہیں؛ فیصلہ **علمِ الٰہی** پر ہے، سماجی شناخت پر نہیں۔

❓ **کم سن سوال“ :**(کیا وہاں اپنے اچھے دوست/گھر والے ملیں گے؟”

✅ **جواب :**ہاں، **نیک رفقا** کی معیت ملتی ہے (4:69)؛ اس لیے آج **اچھے دوست** چننا بھی “فی عبادی” کی تیاری ہے۔

30۔ وَادْخُلِي جَنَّتِي ٣٠

اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

(بلاغ القرآن)

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ
“اس میں سلامتی کے ساتھ، امن و امان میں داخل ہو جاؤ۔”
(الحجر، 15:46)

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا... قِيلَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ
“اور جو اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا... کہا جائے گا: سلام ہو تم پر، پاکیزہ رہو—اب اس میں ہمیشہ رہو۔”
(الزمر، 39:73)

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ
“اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ—یہ ہمیشگی کا دن ہے۔”
(ق، 50:34)

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ
“جنت میں داخل ہو جاؤ—تم اور تمہاری زوجات—(ہمیشہ) خوش رکھے جاؤ گے۔”
(الزخرف، 43:70)

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا... أَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ
“بے شک جنہوں نے کہا ‘ہمارا رب اللہ ہے’ پھر ثابت قدم رہے... انہیں خوشخبری ہے اُس جنت کی جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا تھا۔”
(فصّلت، 41:30)

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ
“(ان کے لیے) سلام ہے—ایک رحیم ربّ کی طرف سے فرمان۔”
(یس، 36:58)

یہ آخری آیت سورۃ الفجر کی **عروجِ کلام** ہے۔
یہ اُس نفسِ مطمئنّہ کے لیے ہے، جو:

- اپنے رب کے فیصلوں پر راضی رہا،
- اس کی رضا کی تلاش میں جیتا رہا۔

اس کو نہ صرف "میرے بندوں" میں شامل ہونے کی بشارت ملی، بلکہ اب فرمایا جا رہا ہے:

"داخل ہو جا میری جنت میں"!
یہ جملہ صرف جنت میں داخلے کا حکم نہیں، بلکہ **عزت، اکرام اور محبت سے بھرا ہوا استقبال** ہے۔
یعنی یہ جنت تیرے رب کی ہے، اور **اب تُو اُس میں میرے مہمان کی طرح آ رہا ہے۔**

وَادْخُلِي جَنَّتِي آخرت کی کامیابی کو دو لفظوں میں یوں باندھ دیتا ہے: **منسوب رفاقت + منسوب مسکن**۔ پہلے "فی عبادی" نے بتا دیا کہ تم **کن کے ساتھ** ہو؛ اب "جنتی" بتاتا ہے کہ تم **کس کے ہاں** ہو۔ لہٰذا جنت کا راستہ صرف اعمال کی فہرست نہیں، ایک **شخصی نسبت** ہے—ربّ سے۔ دنیا میں جس نے اپنے فیصلے **رضا، عدل، خدمت** کے سانچے میں ڈھالے، آخرت میں اُسے **محبت بھرے حکم** سے گھر ملتا ہے: "میری جنت میں داخل ہو جا۔"

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:
کیا مومن قبض روح کو ناپسند کرتا ہے؟
فرمایا: قسم بخدا! نہیں۔ جب ملک الموت قبض روح کے لیے آتا ہے تو مومن پریشان ہو جاتا ہے۔ ملک الموت اس سے کہیں گا: اے

ولی خدا! گھبراؤ نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسـلم کو مبعوث کیا ہے میں تجھ پر احسـان اور شـفقت میں مہربان باپ سـے زیادہ ہوں۔ اپنی آنکھیں کھول کر دیکھ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنین فاطمہ، حسـن و حسـین علیہم السـلام اور ان کی اولاد میں سـے ائمہ علیہم السـلام کو حاضـر دیکھے گا۔ اس سـے کہا جائے گا: یہ پاکیزہ ہسـتیاں تیری رفیق ہوں گی۔ جب آنکھیں کھول کر ان کو دیکھ لیتا ہے تو اس وقت منادی اس کی روح کو پکارے گا :یٰاَیَّتُہَا النَّفسُ المُطمَئِنَّۃُ اے محمد و علی پر اطمینان حاصـل کرنے والے ارجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً ولایت پر راضی ہو کر اور مَّرضِیَّۃً ثواب سـے پسـندیدہ ہو کر فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ میرے بندوں محمد و اہل بیتؑ میں شـامل ہو جا وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ تو اس وقت اس کے لیے قبض روح سـے زیادہ پسـندیدہ چیز نہ ہو گی۔ (الکافی۳: ۱۲۷) (تفسیر کوثر)

📖 جب موت کا فرشـتہ روح قبض کرنے کے لیے آتا ہے۔ وہ ندا دیتا ہے تو روح جسـم سـے فورا نکل جاتی ہے۔ مومن کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ (نورلثقلین)

درس در سورہ

✎ **کلا بل لا تکرمون الیتیم:** (یتیم کی تکریم کرو)
ولا تحاضون علی طعام المسکین: (مسکین کو کھانا کھلائو)
وتأکلون التراث أکلا لما: (میراث سے انصاف سے کام لو، کھا نہ جائو)
وتحبون المال حبا جما: (مال سے محبت ہر برائی کی جڑ ہے)

مرکزی درس:

سورہ الفجر کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ **زندگی ایک آزمائش ہے، اور انسان کو اپنے اعمال کے ذریعے آخرت کی تیاری کرنی چاہیے۔** یہ سورہ انسان کو دنیاوی لذتوں اور فریب سے ہوشیار کرتی ہے اور اللہ کے عدل و رحمت کے سامنے جوابدہی کی یاد دلاتی ہے۔

⇦ اس کے اہم دروس درج ذیل ہیں:

1. **اللہ کی قدرت اور عبرت :**

- **آیات 1-14 :**سورہ کی ابتدا چار قسموں سے ہوتی ہے (مفسرین کے مطابق، یہ قسمیں انسان کو اللہ کی عظمت پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔
- اس کے بعد عاد، ثمود، اور فرعون جیسے اقوام کا ذکر ہے، جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا۔ اللہ نے انہیں تباہ کر دیا، جو اس بات کی یاددہانی ہے کہ کوئی طاقت اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتی۔

2. **انسانی فطرت کی کمزوری اور آزمائش :**

- **آیات 15-20 :**یہ آیات امیروں کی اس روش کی مذمت کرتی ہیں کہ وہ یتیموں اور مسکینوں کا حق کھاتے ہیں اور دولت کی محبت میں مبتلا رہتے ہیں۔
- **درس :**یہ آیات انسان کو اپنی فطرت پر غور کرنے اور ناشکری سے بچنے کی تلقین کرتی ہیں۔ دولت اور غربت دونوں اللہ کی طرف

سے آزمائش ہیں، اور انسان کو صبر، شکر، اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ سماجی انصاف کی اہمیت کو بھی اجاگر کرتی ہیں، جیسے زکوٰۃ اور صدقه کے ذریعے غریبوں کی مدد کرنا۔

3. **آخرت کی جوابدہی اور جزا و سزا :**

- **آیات 21-30 :** یہ آیات قیامت کے دن کے منظر کو بیان کرتی ہیں، جب زمین کو چپٹی کر دیا جائے گا اور اللہ کا عدل ظاہر ہو گا۔ گنہگار اپنے اعمال پر پچھتائیں گے، لیکن تب پچھتانا بے سود ہو گا۔ انہیں سخت عذاب اور بندھن کا سامنا کرنا پڑے گا (آیت 24-26)۔
- اس کے مقابلے میں، نیک اور مطمئن نفس کو اللہ کی رضا، نیک بندوں کی رفاقت، اور جنت کی بشارت ملے گی (آیات 27-30)۔
- **درس :** یہ آیات انسان کو آخرت کی تیاری کی ترغیب دیتی ہیں۔ نیک اعمال، ایمان، اور تقویٰ انسان کو اللہ کی رضا اور جنت تک لے جاتے ہیں، جبکہ نافرمانی اور گناہ عذاب کا باعث بنتے ہیں۔ یہ اللہ کے عدل و رحمت کے توازن کو واضح کرتی ہیں۔

ذوالاوتاد – میخوں والا

✎ اوتاد، کی لفظی معنی تو وہی، کلی، میخ، کھونٹی، ہے، جوخیموں کو لگانے کے لے، یا جانوروں کو باندھنے کے لیے زمین میں گاڑی جاتی۔

In English, Spikes, Tent-Pegs, Stakes.

قرآن میں یہ لفظ ٹوٹل 3 بار آیا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِی ٱلْأَوْتَادِ، سورہ فجر (89:10)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو ٱلْأَوْتَادِ، سورہ ص، (38:12)

وَٱلْجِبَالَ أَوْتَادًا ، سورہ نبا(78:7)

اور پہاڑوں کو میخوں (کی طرح گاڑ دیا)

رواجی مفسرین نے یہ کہا، کہ فرعون ذی الاوتاد (یعنی میخوں والا فرعون) سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کو زمین میں چار میخیں گاڑھ کے ہاتھ پیر باندھ کر سزا دیتے تھے، یا عین ممکن ہے ہاتھوں پیروں میں ہی میخیں گاڑھ دیتے تھے۔

دوسروں نے کہا، اسکی فوج اتنی بڑی تھی، کہ جب کہیں توقف کرتے تو ہرخیمہ لگانے کے لیے میخیں لگاتے، اور جب چلے جاتے تو پیچے میدان میں ہر جگہ صرف میخیں ہی میخیں لگی ہوتی۔

✎ (یہ دونوں تفاسیر بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے انسان کی قیاس آرائی پر مشتمل ہیں)

پھر اس لفظ کا ایک ترجمہ و تفسیر یہ کی گئی کہ اس سے مراد، مضبوط و مستحکم حکومت ہے۔

پر سورہ فجر کی آیات پر تھوڑا غور کرتے ہوئے پتا چلتا ہے کہ یہ طاقت و حکومت ممکناً ایک کنایہ ہے **انسان کی اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی کسی جسمانی/مادی چیز کی طرف۔**

مثال کے طور پر سور فجر کہتی۔ **قوم ارم، ستونوں والے۔**

یہ بڑے بڑے ستون (جو انکی طاقت کا مظہر ہے) انکے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ساخت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جن جیسا دنیا میں کہیں پیدا نہیں کیے گئے۔

اور **قوم ثمود، جو وادیوں میں پہاڑوں کو تراش کر اپنے گھر بناتے تھے،** جو کہ ممکناً انباطی (Nabateans) تهذیب کی طرف اشارہ ہو سکتا۔

⇦ إِرَمَ ذَاتِ ٱلْعِمَادِ ٧ ٱلَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي ٱلْبِلَٰدِ ٨

وہ ارم جو ستونوں والے تھے۔ جن کے مانند نہیں پیدا کیے گئے (دنیا کے) ملکوں میں۔

⇦ وَثَمُودَ ٱلَّذِينَ جَابُواْ ٱلصَّخْرَ بِٱلْوَادِ ٩

اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں؟

⇦ وَفِرْعَوْنَ ذِي ٱلْأَوْتَادِ ١٠

اور فرعون "میخوں والا"۔

✎ سب قوموں کے ساتھ کسی عظیم تعمیراتی کام کی طرف اشارہ ہے، تو فرعون کے ساتھ "اوتاد" بھی اسی مناسبت سے ہونا چاہیے۔

🕯 اب غور کرنے پر لفظ "اوتاد" قرآن میں ایک دوسری جگہ بھی آیا۔ (یعنی قرآن کو مثانی بناتے ہوئے)

أَلَمْ نَجْعَلِ ٱلْأَرْضَ مِهَٰدًا ٦

کیا ہم نے نہیں بنا دیا زمین کو بچھونا ؟

وَٱلْجِبَالَ أَوْتَادًا

اور پہاڑ میخیں۔

سورہ نبا۔۔۔ (78:7)

اس آیت میں جبال کو اوتاد کہا گیا ہے۔ مطلب اوتاد پہاڑ ہیں۔

تو "فرعون ذی الاوتاد" کا ترجمہ اگر ہم یہ کریں کہ۔۔۔

فرعون پہاڑوں والا۔

تو ارض مصر میں جو پہاڑ بدوی عربوں کو دکھتے تھے، وہ **اہرام مصر تھے۔ (Pyramids)**

اور یہ بھی قوم ارم کے ستونوں اور قوم ثمود کے چٹانوں کو تراشنے کی طرح ایک مادی اور مصنوعی (man-made) چیز تھی۔

فرعون ذی الاوتاد مطلب۔۔ فرعون اہراموں والا۔۔۔ Pyramids والا۔

- (یہ پوری منطق، اگرہ الفاظ میرےہیں، پر منطقی استدادل **اس ویبسائٹ سے لی گئی ہے۔** (**Joseph A Islam** www.quransmessage.com

- جبکہ اسی مفہوم کی طرف ایک جملہ میں اشارہ تفسیر نمونہ نے اور علامہ مودودی نے بھی دیا ہے (کہ اس سے مراد اہرام مصر ہیں)

شداد کا قصہ

📖 تفسیر مجمع البیان میں کعب الاحبار سے روایت ہے کہ وہ شہر جس کا نام اِرم ذات العماد ہے اُسے شداد ابن عامر نے بنوایا تھا اور یہ عاد اولیٰ کا واقعہ ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد اِسی عاد اولیٰ کی نسل سے تھی۔ عادِ اوّل کے دو بیٹے تھے۔ شداد اور شدید۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد دونوں حکمران بن گئے۔ کچھ عرصہ بعد شدید مرگیا ارو شداد ملک بھر کا حکمران بن گیا۔ تمام زمین کے تمام حکمران بھی اس کی رعایا بن گئے۔ پھر اُس انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات و تبلیغات کو غیر مؤثر بنانے کے لیے اور اپنی خدائی منوانے کے لیے اپنی جنت بنانے کا منصوبہ بنایا۔ اُس نے شہر اِرم ذات العماد کا نقشہ تیار کرایا اور اس پر کام شروع کیا۔ اُس نے دنیا بھر کے فنِ تعمیر کے ماہرین کی خدمات حاصل کیں۔ ان کی تعداد ایک سو بتائی جاتی ہے۔ ہر معمار کے ماتحت ایک ہزار کارندے معین کیے گئے تھے۔ اس نے ملک بھر کے تمام چھوٹے بڑے حکمرانوں کو حکم دے دیا تھا کہ وہ سونا چاندی اور زروجواہر فراہم کرنے کے شاہی احکام جاری کریں۔ اس طرح سونے اور چاندی کی اینٹوں سے منظور شدہ نقشہ کے مطابق کمروں کی تعمیر شروع ہوگئی۔ اس طرح تین منزلہ عمارتیں نہایت ہی خوبصورت ترتیب کے ساتھ بننا شروع ہوگئیں اور ہر منزل کا دروازہ شہر کے صدر دروازے کی طرح تھا۔ درمیان میں عالیشان خوبصورت سڑکیں تھیں اور جن پر تعمیر ہونے والے دو طرفہ مکانات کے دروازے بالکل ایک دوسرے کے بالمقابل تھے۔

ان کے فرش زعفران و کستوری سے مخلوط کیے گئے تھے اور ان میں موتیوں کے ساتھ ڈیزائنگ کی گئ تھی اور سڑکوں کے کناروں پر پھل دار درخت کاشت کیے گئے تھے۔ پختہ نہریں اور اُن کے ساتھ متصل نالے بنائے گئے تھے اور ان نالوں سے گھروں تک پانی پہنچانے کا بندوبست تھا اور یہ نالے خلاص چاندی کے بنائے گئے تھے۔ علاوہ ازیں زبرجد اور یاقوت کے ساتھ تزئین و آلائش کا کام کیا گیا تھا۔ گلی کوچوں کی خوبصورتی کو بڑھانے کے لیے سونے سے کام بھی لیا گیا تھا۔ شہر کے اردگرد ایک فصیل تعمیر کی گئی تھی اور اس کے بیرون اردگرد گولائی میں ایک وسیع سڑک تعمیر کی گئی تھی اور اس کے کنارے ایک ہزار بلند و بالا محلات تعمیر کیے گئے تھے تاکہ شہر کی رونق کو، اور چارچاند لگ جائیں۔ اس جنت کی تعمیر میں ایک روایت کے مطابق 25 سال کا عرصہ لگا اور اُس پر بے پناہ دولت خرچ ہوئی۔ جب شہرِ ارم کی تکمیل ہوگئی تو شداد کو اطلاع دی گئی۔ وہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ شاہی جاہ و جلال کے ساتھ روانہ ہوا۔ ابھی وہ اس کے قریب نہ پہنچا تھا کہ آسمان سے بجلی گری اور وہ واصلِ جہنم ہوگیا۔ (تفسیر نورالثقلین، ج9)

ملک الموت اور شداد

✎ اسرائیلی روایت کے مطابق مالک الموت سے اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا کبھی آپ کو کسی شخص کی روح قبض کرتے وقت تکلیف محسوس ہوئی یا کسی پر ترس آیا؟
تو انھوں نے جواب دیا کہ دو لوگ ایسے تھے جن کی روح قبض کرتے وقت مجھے اُن پر ترس آیا۔ ان پر رحم آیا۔
ایک اسوقت جب ایک کشتی دریا میں ٹوٹ گئی کشتی کے تختے پر موجود ایک عورت نے اپنے سینے سے نومولود بچہ لپٹایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس عورت کی روح قبض کر لو۔ تو مجھے اُس بچے پر بہت ترس آیا کہ اللہ نے ماں کی روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے جب کہ بچے کی نہیں تو بچے کا کیا ہو گا۔ وہاں میرے دل میں رحم آیا۔
دوسرا اُس وقت جب شداد نے تمام زندگی کی کمائی خرچ کر کےاپنی جنت تیار کی جس میں خوبصورت باغات لگائے وہاں دنیا بھر کی خوبصورت لڑکیاں بطور حوریں رکھیں۔ جب اُس نے تمام جادوگریاں آزمالیں اس جنت کو تیار کرنے میں، جب وہ جنت مکمل ہوئی اور وہ اُسے دیکھنے کے لئے آیا تو اللہ کا حکم ہوا کہ اس کی روح قبض کر لو جب اس کا ایک پیر جنت کے دروازے میں تھا اور دوسرا پیر باہر تھا۔ حکم ربی تھا کہ یہ اپنی جنت میں داخل بھی نہ ہونے پائےتو مجھے اُس وقت اُس پر رحم آیا اور میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کی موت میں چند لمحوں کی تاخیر کرلیتے تو وہ اپنی جنت دیکھ لیتا۔ کہ ساری زندگی جو کمایا جو لگایا تو اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی لیتا۔
اسرائیلی روایت کے الفاظ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے پتہ ہے یہ شداد کون ہے مالک الموت نے عرض کی "کون ہے" فرمایا یہ وہی نومولود بچہ ہے جس کی ماں بیچ دریا کے مر گئی تھی - جس بچے پر تمہیں رحم آیا تھا کہ اس کا سہار کون بنے گا ؟ اللہ نے اس کو دریا سے بچایا،اسکو زندگی دی۔ جب یہ تندرست ہوا تو اللہ کے ہی خلاف ہو گیا۔ یہ وہی بچہ ہے جس کو ماں کی آغوش میسر نہ ہوئی جس کو رب نے پالا تھا اور یہ رب کے خلاف ہی کھڑا ہو گیا۔ اس لئے اس کو سزا کے طور پر اپنی ہی تیار کردہ جنت دیکھنے کی مہلت نہ ملی۔

/https://aitmaadtv.com/7732

<u>تنبیه/ Acknowledgment</u>

✎ اس مطالعۂ قرآن میں جہاں کہیں ذاتی خیالات یا تأثرات پیش کیے گئے ہیں، وہ محض میری فہم و بصیرت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کوئی چاہے تو ان کی تائید کرے، کوئی چاہے تو تردید کرے۔ یہ محض فکری آراء ہیں، جو مکمل طور پر درست بھی ہو سکتی ہیں، جزوی طور پر بھی، اور بعض مواقع پر غلط فہمی کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہیں۔

جن مقامات پر ✎ کا نشان دیا گیا ہے، وہ خصوصی طور پر ذاتی فہم کی نشان دہی کے لیے ہے، اس لیے قارئین انہیں چاہیں تو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ میری کوشش محض فہم قرآن کے ایک سفر کی روداد ہے، نہ کہ کسی حتمی تعبیر کا دعویٰ۔

الحمد لله رب العٰلمین

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اظهر حسین ابڑو (اللَّهُمَّ ٱغْفِرْ لَهُ وَٱرْحَمْهُ وَعَافِهِ وَٱعْفُ عَنْهُ)

20 جولاء 2025
31 آگسٹ 2025